



تألیف: علی محمد دخیل

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

آجسہ، سید صفدر حسین نجفی

maablib.org

ناشر: مصباح المصطفیٰ پبلیکیشنز

حضرت ابا اسود دوسنی کا نظم علیہ السلام
علی محمد علی دخیل - مولانا سید انور نجفی

Sulwazik Awan



maablib.org

امام
موسیٰ کاظم علیہ السلام

تالیف

علی محمد علی دخیل

MAAB 1431

ترجمہ

مولینا سید صفدر حسین نجفی

ناشر

مصباح الہدیٰ سلیکشنز
maablib.org

۱۔ گنگارام بلڈنگ شاہراہ قائد اعظم - لاہور

فون نمبر ۳۲۰۵۷۱



نام کتاب: — حضرت امام مری کاظم علیہ السلام

تالیف: — علی محمد علی و خیل

مترجم: — مولینا سید صفدر حسین نجفی

ناشر: — مصلح الہدی پبلیکیشنز

زیر اہتمام: — مصلح القرآن ٹرسٹ

کتابت: — دار الکتابت حضرت کیلیا نوالہ

مطبع: — زاہد بشیر پرنٹرز - لاہور

تاریخ اشاعت: — ذیقعد ۱۴۰۹ھ

ہدیہ: — ۲۰/- روپے

جلد کا پتہ

قرآن سنٹر

۲۴ - الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳	عرض ناشر	۱۔
۶	انتساب	۲۔
۷	کچھ اس کتاب کے بارے میں	۳۔
۱۰	امام موسیٰ کاظم علیہ السلام - ایک نظر میں	۴۔
۱۲	آپ کی خلافت کی نص	۵۔
۱۵	آپ کی عبادت	۶۔
۲۱	آپ کی سیرت کا ایک گوشہ	۷۔
۲۷	عطیات و صدقات	۸۔
۳۰	آپ کی وصیتیں	۹۔
۳۶	آپ کے چند خطوط	۱۰۔
۳۹	حکیمانہ کلمات	۱۱۔
۴۴	آپ کے بعض جوابات	۱۲۔
۶۲	آپ کی دعائیں	۱۳۔
۷۳	آپ کی دعاؤں کی قبولیت	۱۴۔
۷۹	آپ کے چند اشعار	۱۵۔
۸۳	امام موسیٰ کاظم علماء اور عظماء کی نظر میں	۱۶۔
۹۲	تتمہ	۱۷۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرضِ ناشر

مصباح الہندی پبلیکیشنز کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام کی تعلیمات کو اردو وال
طبیقے میں عام کیا جائے۔

چنانچہ بارہ کتابوں پر مشتمل ہمارے آئمہ کے نام سے ایک سیریز قارئین کرام کی خدمت میں پیش
کی جا رہی ہے۔

یہ لبنان کے معروف عالم دین جناب علی محمد علی نقیل کی ان بارہ کتابوں کا ترجمہ ہے جو انہوں نے عربی
زبان میں ائمہ کے نام سے لکھی تھیں۔

ان کتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ جناب مولانا سید صفدر حسین نجفی صاحب قبلہ نے کیا ہے
یہ اوصاف جناب سید انوار احمد بلگرامی کا شکور ہے کہ انہوں نے وقت نکال کر اس ترجمے پر نظر ثانی
کی جو اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

آئمہ اہل بیت کے افکار کی روشنی گھر گھر پھیلنی چاہیے۔ یہ بات تو آج وقت پکار پکار کر کہہ رہا
ہے۔ آج غیر مسلموں نے اس کڑواہٹ کو جس بے مہیانی اور کرب میں مبتلا کر رکھا ہے اس کا مداوا ان ہی
فدائیت مقدسہ کی پیروی میں ہے۔ جس قدر ہم ان پاک ہستیوں سے قریب ہوں گے اتنا ہی ہمارے
مسائل کے حل بھی جلدی نکلتے چلے آئیں گے۔

آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے تمکاب محض ذاتی اور انفرادی عقیدے کی بات نہیں رہی بلکہ یہ
معاشرے کے معن میں اقدار کی سرفرازی کے لیے بھی لازم ہو گیا ہے۔ بین الاقوامی ردالبط کس منہج پر استوار
ہوں اس کے تعین کے لیے بھی ہم کو آئمہ کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔ آپ ہی بتائیں گے کہ صلح کس طرح کی جائے

اور جنگ کس طرح۔ آپ ہی معاشرے میں خواتین کے کردار کا تعین کریں گے۔ آپ ہی سے پتہ چلے گا کہ ہمارا دوست کون ہے اور ہمارا دشمن کون یہی حضرات ہم کو بتائیں گے کہ ہمارے لیے مفید کیا ہے اور ضرر رساں کیا۔ آپ سے ہم جان سکیں گے کہ دنیا میں حسد کیا ہے اور آخرت میں حسد کا حصول کس طرح ممکن ہے۔ دوسرا چارہ کار نہیں۔

آئیے آج ہم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے افکار و حالات کے مطالعے سے اپنی زندگی کی جہت اور سمت کا تعین کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہم کو محمد و آل محمد کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مِصْبَاحُ الْهُدَى پبلیکیشنز

MAAB 1431

maablib.org

اهداء

میرے آقا ابوالحسن رضاؑ

آپ کے والد گرامی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خالص، صاف اور شفاف
سیرت کا ایک نورانی صفحہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ اس امید پر کہ آپ قبول
فرمائیں گے۔

آپ کا غلام

علی محمد علی دخیل

مرکز احیاء

maablib.org

کچھ اس کتاب کے بارے میں

آئمہ اہل بیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ایسے مصطفیٰ بندے ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے سربراہ اور وہ ممتاز مینارِ ہدایت منتخب کیا ہے۔ ان کو اپنی مخلوق کے لیے ہادی، اپنے بنی کے وارث، اپنے بندوں کے امام اور اپنی مخلوق کے حاکم کے طور پر چنا ہے۔

یہ رسالتِ محمدیہ کے پاسبان ہیں اور اس پر قائم ہیں ان ہی سے احکام اخذ کیے جاتے ہیں حلال کو حرام سے پہچانا جاتا ہے۔ وہی خدا کی طرف دلیل اور رہبری کرنے والے ہیں۔ اس تک پہنچانے کے لیے قیادت کرنے والے، اس کے دین کی طرف بلانے والے، اس کے راستے کو واضح کرنے والے، ان ہی کے پاس علمِ کتاب اور فصلِ خطاب ہے۔

رسولِ اعظم نے ان کی اتباع اور پیروی، ان کی اطاعت اور ان کے امر بجالانے کا اپنی اُمت کو حکم دیا ہے۔

مگر مسلمانوں نے رسولِ اعظم کی وفات کے بعد اس پر مزارحمت کی حالانکہ ابھی پتھر دفن بھی نہیں ہوئے تھے۔ انھوں نے فتنے کے خوف کا گمان ظاہر کیا۔ حالانکہ وہ خود فتنے میں جا گرے۔ مسلمانوں نے اہل بیت علیہم السلام والصلوٰۃ سے خلافت کو دور کر دیا۔ وہ ان کے غیر کے ہاتھوں میں منقلب ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ معاویہ بن ابوسفیان تک پہنچی جو اسلام اور رسولِ اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ تقدیر نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ اس کے بیٹے یزید تک پہنچی جو فتنے و فجور اور زوال کا مجسمہ تھا۔ پھر وہ بنی وزع (مروان) کی اولاد میں ستر سال تک رہی۔ ان کے بعد

بنی عباس کھڑے ہوئے

ایک ظلم دوسرے ظلم میں تبدیل ہو گیا اور لوگ ایک جو رستم سے دوسرے جو رستم کی لپیٹ میں آ گئے ایک طرف یہ ہو رہا تھا دوسری طرف آئمہ علیہم السلام اپنے گھروں کے گوشوں میں پڑے تھے نہ ان کا حکم چلتا تھا نہ ان کا ہنسی۔

خدا ابوالفراس پر رحمت نازل کرے، جہاں کہتا ہے :

بنو علی رعایا فی دیارہم

والامر تملکہ السوان والمخدم

اولاد علیؑ اپنے گھروں میں رعایا جیسی زندگی بسر کر رہی ہے

اور حکومت پر عورتوں، خادموں اور غلاموں کا غلبہ ہے

بنی اُمیہ اور بنی عباس نے اہل بیتؑ سے خلافت چھین کر صرف اس خلافت کا لبادہ اوڑھنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ان حضرات کے پیچھے لگے رہے۔ ان کو جلا وطن کرتے رہے اور قتل کرتے رہے۔

کان رسول من حکم شرفہ

علی ولده ان یقتلوا ویصلبوا

گویا رسولؐ کی شریعت نے حکم دیا تھا

کہ ان کی اولاد کو قتل کیا جائے اور وار پر چڑھایا جائے

مگر آئمہ کو جس شدت، سختی اور تکلیف کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس کی انھوں نے پرواہ نہیں کی بلکہ مسلسل تبلیغ رسالت، کلمۃ اللہ کی سر بلندی، اسلام کے مفاہیم کو نشر کرنے اور فاسد افکار کی لہروں کو روکنے میں مشغول رہے۔

انھوں نے دنیا کو اپنے علوم و معارف سے سیر دیا۔ تاکہ اسلام کا پرچم کُثرۃ ارض پر لہرایا جائے۔

اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ آئمہ اپنے آپ کو یہ نہیں کہ خلافت کا دوسروں سے زیادہ حقدار سمجھتے تھے، بلکہ وہ رسولِ اعظم کے بعد اسلام کی نشر و اشاعت کے مکلف اور ذمہ دار سمجھتے

سنن اور شرائع محمدیہ کی سنائیت کرنے والے تھے۔

اس کتاب میں امام مہسّی بن بعض علیہ السلام کی زندگی کی کچھ کرنیں ہیں۔ آپ کی عبادت اور سیرت احسان اور نیکی کے سلسلے میں جو کچھ تک پہنچا ہے وہ پیش کیا گیا ہے۔ کچھ ابواب آپ کے علم اور وصیتوں اور دعاؤں سے متعلق ہیں۔

یہ کتاب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے کہ تم سب کو اللہ علیہم السلام کے ان حقوق سے واقف ہو سکیں جن سے گزشتہ لوگ واقف نہیں تھے وہ لوگ ان کی سیرت کو پتے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی اور بغض رکھنے کے سلسلے میں قطعی شعور نہیں رکھتے تھے۔

ان کی تعلیمات کو اخذ کرنے ان کے اوام کی اتباع کرنے اور ان کے نواہی سے رکھنے کے ذریعے وہ فرض ادا ہو سکتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے اہل بیت علیہم السلام کے سلسلے میں ہم پر مایہ کیا ہے۔

اسی میں دنیا اور آخرت کی سعادت ہے۔

الذین یستمعون القول فی تتبعون احسنه اولئک الذین

هداھم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب

وہ جو کان دھر کر بات سنتے ہیں پس اس میں سے احسن اور زیادہ اچھے کی

اتباع کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن کی خدا نے ہدایت کی ہے۔ اور وہی

صاحبان عقل ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

(ایک نظریں)

آپ کے دادا _____ امام محمد باقر علیہ السلام
 آپ کے والد گرامی _____ امام جعفر صادق علیہ السلام
 آپ کی والدہ _____ حمیدہ بنت صاعد مغربی
 آپ مقام ایوان _____ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ _____ انوار کے
 دن، صفر ۱۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ امام جعفر صادقؑ نے ان کی ولادت کے وقت ولیمہ کیا اور
 تین دن تک لوگوں کو کھانا کھلایا۔
 آپ کا حلیہ مبارک _____ آپ کا چمکیل رنگ، مربع قامت مٹھی گھنی ڈاڑھی
 رکھتے تھے۔

آپ کی کنیت _____ ابوبراہیم، ابوالحسن، ابوعلی اور ابوالاعلیٰ مٹھی۔
 آپ کے القاب _____ عبد صالح، کاظم، صابر، الصالح الامین، باب الحوائج، ذوق
 ذکیہ، زین المجتہدین، الوفی، الزاہر، المامون، طیب، سید۔

آپ کی انگوٹھی کا نقش _____ الملک اللہ وحدہ

آپ کے صاحبزادے _____ علی الرضا، ابراہیم، عباس، قاسم، اسمعیل، ہارون، حسن
 احمد، محمد، عبد اللہ، اسحاق، عبید اللہ، زید، فضل اور سلیمان

آپ کی صاحبزادیاں _____ فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، رقیہ، حکیمہ، ام ابیہا، رقیہ صغریٰ

کلاؤم، امیر، نذیر، ابابہ، زینب، خدیجہ، علیہ، آمنہ، حسنہ۔

آپ کے شہداء _____ سیدہ میمنہ

آپ کے دربان _____ محمد بن فضل

آپ کے زمانے کے بادشاہ _____ منصور، محمد بن ہاشم، ہاشم بن شہید

آپ نے اپنی زندگی کا ایک حصہ قیدیوں کی تالیفوں میں گزارا آپ کو بھی ہی جانتی تھی

قید کیا، بعد میں چھوڑ دیا۔ ہارون رشید نے آپ کو انہر سے میں سیلی بن جند کے یہاں قید رکھ

وہاں سے بغداد فضل بن ربیع کے پاس قید لیا۔ پھر فضل بن یحییٰ کے پاس اور پھر سندھ میں بن شاکب

کے پاس قید رکھا گیا

آپ کی شہادت _____ ہارون رشید کی طرف سے بھیجے ہوئے زہر سے جمع

۲۵ رجب ۱۸۲ھ کو شہید ہوئے۔

آپ کی امامت کی مدت _____ ۲۵ سال

آپ کی قبر _____ آپ کریم کی جانب مقابر قریش میں دفن ہوئے۔ آج

آپ کا مزار مبارک بلندی اور نورانیت میں آسمان کا مقابل ہے۔ آپ کے مزار کے چوکھٹوں پر سونا

تہہ بہ تہہ چڑھا ہوا ہے۔ وہاں ساری دنیا کے مسلمانوں کا ہمہ وقت اثر و بام رہتا ہے۔ جو آپ کی

فروع اقدس کے گرد طواف کرتے ہیں۔

والحق احق ان يتبع

زیادہ حق رکھتا ہے کہ اہل کی اتباع کی جائے

اگر لوگ امام امیر المومنین علیہ السلام سے انصاف کرتے تو دوسری بہت سی باتیں بھی ان کے صرف غدر کی نفی ان کے لیے کافی ہوتی۔ غدر کے دن کی بیعت کو ان کے مسلمانوں نے دینا تھا ان مراسم کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جن واسطوں رسول اللہ نے جاری فرمایا، سچے ہو کچھ اس سلسلے میں قرآن کریم میں نازل ہوا۔

وفات رسول کے بعد اُمت کا اس دن کو بھول جانا عجیب سی بات ہے۔ مگر ہوا یہی۔ حالانکہ عہد کا وقت قریب تھا۔ رسول ابھی دفن نہیں ہوئے تھے، اور سب گواہ بھی موجود تھے۔

یگفتگو بہت طویل ہے اور اتنی ہی دردناک بھی۔ کیونکہ مسلمانوں کے یہ سچے ہو کچھ آیا وہ نہیں سہا۔ ان میں جو افتراق اور فرقہ بندی ہوئی وہ اسی اختلاف کی وجہ سے۔

امام امیر المومنین کیلئے ہی رسول اعظم کی طرف سے خدمت کے لیے نصوص ملیے ہیں۔ اسبند ان کی اولاد علیہم السلام والصلوٰۃ۔ اور آئمہ علیہم السلام میں سے بعض نے دوسرے بعض پر نفی کی ہے۔ سابق نے اس پر نفی کی جو لاحق ہوا۔ باپ نے بیٹے پر نفی کی تاکہ محبت کو قائم کرے اور اُمت کے عہد کو دور کرے۔

اس باب میں ہم بعض وہ نصوص پیش کرتے ہیں جو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کیلئے ان کے والد حضرت امام جعفر صادق کی طرف سے آئی ہیں۔

۱۔ محمد بن ولید کہتا ہے کہ میں نے علی بن جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد جعفر بن محمد کو اپنے خواہ اور اصحاب کی ایک جماعت سے یہ کہتے سنا کہ میرے بیٹے کوئی کے لیے خیر کی وصیت کر دے کیونکہ وہ میری اولاد میں سے افضل ہے اس کو میں اپنے بعد اپنا خلیفہ مقرر کیے جا رہا ہوں وہی میرا قائم مقام ہے اور میرے بعد اس کی ساری مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

۲۔ اس سلسلے کی پہلی کتاب "امام امیر المومنین" میں رسول اللہ کی نصوص کا ذکر ہے۔

عیسیٰ بن عبد اللہ بن عمر بن علی بن ابی طالب نے حضرت صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کچھ ہو گیا اور خدا مجھے وہ کچھ نہ دکھائے تو میں کس کو امام سمجھوں تو آپ نے اپنے ہاتھ سے موسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے آپ سے سوال کیا کہ اگر موسیٰؑ کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو پھر کس کو امام مانوں؟ تو آپ نے فرمایا اس کے بیٹے کو بیٹے

۲۔ فضیل بن مختار کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہؑ سے عرض کیا کہ جہنم کی آگ سے میرا ہاتھ پڑیں آپ کے بعد ہمارے لیے کون سے اتنے میں ابوابِ اہم داخل ہوئے اور وہ اس وقت نوحیز تھے آپ نے فرمایا یہ تمہارے صاحب ہیں ان سے تسک کرو بیٹے

۴۔ نصر بن قاصد کے واسطے سے ابو عبد اللہؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: موسیٰ بن جعفرؑ میرا بیٹا، میرے بعد امام ہے بیٹے

۵۔ سلیمان بن خالد کہتا ہے کہ ابو عبد اللہؑ نے ایک دن ابوالحسنؑ (موسیٰ) کو بلایا۔ ہم لوگ آپ کے پاس حاضر تھے تب فرمایا: تم پر لازم ہے اس کا دامن پکڑنا، یہی خدا کی قسم تمہارا میرے بعد صاحب ہے بیٹے

۱۔ اثبات العداۃ ۴۹۸/۵

۲۔ اثبات العداۃ ۴۹۸/۵

۳۔ اثبات العداۃ ۴۹۲/۵

۴۔ ایمان النبیہ ۴ ق ۱۳/۲

آپ کی عبادت

جب بھی آئمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی کا ذکر ہوتا ہے تو ذہن میں بہت ہی زیادہ علم مسلسل عبادت، بے شمار ادوار و وظائف، صدقات کثیرہ، اخلاق عالیہ، آداب رفیعہ جو برائی کرے اس سے حلم و بردباری اور جو گناہ کرے اس سے چٹم پوشی کی تصویر ابھرتی ہے یہ حضرات اور مکارم اخلاق و اعمال لازم و ملزوم ہیں۔ گویا رفعت اور بلندی وہ لباس ہے جو آپ حضرات ہی کے لیے سلب ہے وہ اس کو زیب تن کیے ہوئے ہیں۔

ان صفات میں امام موسیٰ بن جعفرؑ کی عبادت کا ذکر جس کے گواہ آپ کے القاب ہیں زین المجتہدین، عبد صالح، نفس ذکیہ، صابر اور دیگر القابات جو آپ کی صفات مقدسہ اور آپ کی ایک دوسرے سے متصل عبادت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

تاریخ میں کوئی قیدی سولہ سوائے موسیٰ بن جعفرؑ کے نہیں ملتا جو قید خانے کی تنگ چھار دیواری کے، میان اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرتا ہے کہ قید میں آکر اس کو عبادت کے لیے فارغ ہونے کی نعمت عطا ہوئی۔ آپ ہی ہیں کہ اس قید کو نعمت سمجھ کر اس پر شکر کرنا واجب اور ضروری خیال کیا۔

ابن صباح مالکی کہتا ہے کہ قید خانے میں جو جاسوس آپ پر متعین تھے ان کے ذریعے موسیٰ بن جعفر کو یہ اطلاع پہنچی کہ انھوں نے آپ کو یہ دھاکرت سنا۔

اللهم انعم تعلم اني كنت اسئلك ان تفرغني لعبادتك وقد فعلت نسئلك الحمد

آپ کی عبادت کے سلسلے میں چند واقعات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔
 ارہمارے علماء سے روایت ہے کہ آپ مسجد نبوی میں آئے، آپ نے ابتدائے شب
 سے سجدہ کیا اور سنا گیا کہ آپ سجدے میں کہہ رہے تھے۔

عظم الذنب عندی فلیحسن العفو عندک یا اهل التقوی
 ویا اهل المغفرۃ۔

مجھ سے عظیم لغزش ہوئی ہے تو اپنی طرف سے اچھی عفو و بخشش کر دے
 اے اہل تقویٰ اور اے اہل مغفرت۔ آپ یہ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ
 صبح ہو گئی۔

۲۔ امام ابوحنیفہ ابو عبد اللہ کی بارگاہ میں داخل ہوئے اور کہا کہ میں نے آپ کے بیٹے موسیٰ
 کو نہ پہچانتا تھا جب کہ لوگ ان کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ ابو عبد اللہ نے اپنے فرزند
 کو بوا بھیج دیا جب وہ آئے تو آپ نے اس سلسلے میں بات کی۔ انہوں نے کہا جی ہاں بابا جان !
 بے شک وہ ذات جس کے لیے میں نماز پڑھتا تھا وہ ان لوگوں کی نسبت مجھ سے زیادہ قریب
 تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ونحن اقرب الیہ من جبل الوید

ہم شہرگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں

ابو عبد اللہ نے یہ سن کر ان کو اپنے سینے سے لگایا اور پیچ فرمایا:

میرے ماں باپ تیرے مدد کے لیے وہ کہہ رہے ہیں (اللہ ہی) جس کے سپرد کیے

گئے ہیں۔

آپ نماز شب اتنی پڑھتے اور اس کو نماز صبح کے ساتھ مل دیتے پھر تعقیبات پڑھتے
 رہتے۔ یہاں تک کہ سورج نکل آتا۔ پھر آپ اللہ کے سامنے سجدے میں گر جاتے ہیں اور دعا اور

حد و شنا کرتے کرتے سر نہ اٹھاتے۔ جب تک سوچنے کے زوال، وقت قریب نہ ہوتا۔ تب
بہت دما میں کرتے اور کہتے:

اللہم اِنِّی اَسْئَلُكَ الرَّاحَتَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ
خدا یا میں تجھ سے موت کے وقت رست و آرام اور حساب کتاب کے وقت
عفو بخشش کا سوال کرتا ہوں۔

اس کو بار بار دہراتے رہتے رہے

۴۔ ہشام بن احمد کہتا ہے کہ میں ابو الحسن اموتی کے ساتھ مدینے کی ایک ٹاک پر جا رہا تھا
اچانک آپ نے اپنا پاؤں اپنی سواری سے نکالا اور سجدے میں گر پڑے۔ سجدے کو طویل دیا اور
مزید طول دیا، پھر سر اٹھایا اور اپنی سواری پر سوار ہوئے میں نے عرض کیا: میں آپ پر قہ بانڈوں
آپ نے سجدے کو بہت طویل دیا۔ آپ نے فرمایا: ابھی سواری پر بیٹھے ہی مجھے اللہ تعالیٰ کی عطا کی
ہوئی ایک نعمت یاد آگئی تو میں نے چاہا کہ اپنے پروردگار کا شکر ادا کروں۔

۵۔ آپ خوفِ خدا سے اتنا روتے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی رہے

۶۔ کثرتِ سجدہ کی وجہ سے آپ کا ایک غلام آپ کی پیشانی سے گوشت کاٹتا تھا۔ ایک

شاعر نے اس نکتے کو اپنے اشعار میں اس طرح نظم کیا ہے۔

طالَت لِطَوْلِ سَجْدٍ مِنْهُ تَغْنَبُهُ

فَقَرَحَتْ جِهَةً مِنْهُ وَعَرَيْنَا

رَأَى فِرَاقَهُ فِي السَّجْنِ مَنِيتَهُ

۵۳
وَنِعْمَ شُكْرُ الْبَارِي بِهَا حِينَا

۲۴۷ کشف الغم

۲۶۶ البحار ۱۱/۲۶۶

۲۴۷ کشف الغم

۸۳ حیات الامام موسیٰ بن جعفر ۱/۸۳

آپ کے طویل سجدے کی وجہ آپ کے گٹھے بڑھ گئے۔ جس سے آپ کی پیشانی اور ناک کی بینی زخمی ہو گئی۔

آپ نے قید میں اپنی فراغت کو اپنی آرزو سمجھا اور ایک ایسی نعمت سمجھا جس کا باری تعالیٰ کا شکر ایک عرصے تک بجالاتے رہے۔

۷۔ علی بن جعفر کا کہنا ہے کہ ہم لوگ میرے بھائی موسیٰ بن جعفر کے ساتھ چار مرتبہ عمرے کے سفر کے لیے نکلے آپ اس کے لیے اپنے اہل و عیال کے ساتھ پیادہ سفر کرتے تھے۔ ان میں ایک میں آپ ۲۶ دن، دوسرے میں ۲۵ دن، تیسرے سفر میں ۲۴ دن اور چوتھے سفر میں ۲۱ دن آپ پیدل چلتے رہنے لگے۔

۸۔ آپ قرآن مجید بہت اچھی آواز میں تلاوت فرماتے۔ قرآن پڑھتے وقت آپ پر حزن طال طاری ہو جاتا۔ سننے والے آپ کی تلاوت سن کر رونے لگتے۔ آپ خود خوفِ خدا سے اتار دیتے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

۹۔ ابراہیم بن ابوالعباس کا کہنا ہے کہ مجھ سے ابوالحسن نے فرمایا کہ میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے پانچ ہزار مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

۱۰۔ موسیٰ بن جعفر ۱۱ سال سے اوپر روزانہ سورج کے سفید ہونے سے لے کر زوال تک ایک طولانی سجدہ کرتے رہے۔

۱۱۔ ہارون رشید قید خانے میں تھما کہ آپ کو قید کیا ہوا تھا آپ سجدے میں ہوتے۔ ریت سے کہتا کہ یہ کیسا پڑا ہے جس کو میں ہر روز اسی جگہ دیکھتا ہوں۔ ربیع نے بتایا کہ یہ پڑا نہیں پڑا ہے بد موسیٰ بن جعفر سجدے کی حالت میں ہیں وہ ہر روز اسی طرح سورج کے طلوع سے لیکر زوال تک سجدے میں رہتے ہیں۔ ہارون کہنے لگا کہ یہ شخص بنی ہاشم کے راہبوں اور عبادت گزاروں

۱۔ الجملہ ۱۱ / ۲۶۲

۲۔ المآتب ۲ / ۲۷۹

۳۔ الجملہ ۱۱ / ۲۶۷

۴۔ المآتب ۲ / ۲۷۹

میں سے ہے۔

۱۲۔ فضل بن ربیع نے عبد اللہ قزوینی سے کہا جب امام میرے پاس قید میں تھے میں ان کی حالت کی جستجو میں رہتا میں نے ہمیشہ اس محل میں دیکھا جو میں تجھ سے بیان کر رہا ہوں۔ وہ صبح کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ تعقیبات پڑھتے ہیں یہاں تک کہ سورج نکل آتا ہے وہ بچہ سجدے میں چلے جاتے ہیں پھر اس قدر طول دیتے ہیں کہ زوال کا وقت آجاتا ہے۔

انہوں نے کسی سے کہا رکھتا ہے کہ آپ کو زوال کی خبر دے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ لڑکا ان کو کب بتاتا ہے کہ زوال کا وقت ہو گیا۔ وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور تجدید وضو کے بغیر نماز شروع کر دیتے ہیں اس سے مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ آپ سجدے کے دوران سوئے نہیں اور نہ ہی اونگھ آئی۔ اس حالت میں نماز عصر سے فارغ ہوتے ہیں نماز عصر کے بعد پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں اور مسلسل سجدے میں رہتے ہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا ہے پھر سجدے سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور نماز مغرب ادا کرتے ہیں۔ نماز و تعقیبات میں مشغول رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ نماز عشاء پڑھنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نماز عشاء پڑھ کر ان بھونی ہوئی چیزوں سے افطار کرتے ہیں جو ان کے لیے لائی جاتی ہیں پھر تجدید وضو کر کے سجدے میں چلے جاتے ہیں اس سے سہراٹھاتے ہیں اور پھر کچھ دیر کے لیے سو جاتے ہیں اٹھ کر تجدید وضو کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر رات کی تاریکی میں مسلسل نماز پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ طلوع فجر ہو جاتی ہے میں نہیں جانتا وہ لڑکا کب کہتا ہے کہ طلوع فجر ہو گئی وہ نماز صبح کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جب کہ وہ میرے یہاں منتقل ہوئے ہیں ان کا روزمرہ کا یہ معمول ہے۔

عبد اللہ قزوینی نے فضل بن ربیع سے یہ سن کر کہا کہ خدا سے ڈرو اور ان کے معاملے میں کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے تمہاری نعمت میں زوال آجائے تم یہ تو جانتے ہو کہ کسی نے بھی ان میں سے کسی (امام) کے ساتھ برائی نہیں کی مگر یہ کہ اس کی نعمت اس سے زائل ہو گئی۔

فضل کہنے لگا کہ ان لوگوں نے کئی مرتبہ مجھے پیغام بھیجا جس میں مجھے حکم دیا گیا تھا کہ ان کو قتل کر دو

میں نے اس حکم کو قبول نہیں کیا ان کو یقین دلادیا ہے کہ وہ خواہ مجھے خود قتل کرنے پر آمادہ ہو جائیں
لیکن میں ان کو قتل نہیں کروں گا۔ اور کسی صورت میں اس فرمائش اور ان کی اس خواہش پر عمل درآمد
نہیں کروں گا۔

۱۳۔ سندی کی بہن کہتی ہے کہ جب امام اس کے بھائی کے گھر قید تھے آپ نمازِ عشاء پڑھتے
اور اللہ کی حمد و ثنا کرتے اور اس کی مجد و بزرگی بیان کرتے، دعائیں کرتے رہتے یہاں تک کہ رات
دھل جاتی آپ دوبارہ کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی پھر کچھ دیر آپ ذکر کرتے
رہتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا۔ آپ روشنی کے پھیلنے تک بیٹھے رہتے پھر اٹھتے اور مسواک کر کے
کچھ کھانا کھاتے پھر آپ زوال سے پہلے تک کے لیے لیٹ جاتے اٹھتے اور وضو کر کے نماز
پڑھتے رہتے یہاں تک کہ عصر کی نماز سے فارغ ہوتے، قبلہ رخ بیٹھ کر ذکر کرتے رہتے یہاں تک کہ
مغرب کی نماز پڑھتے پھر عشاء تک نمازیں پڑھتے رہتے یہ آپ کا طریقہ تھا۔

سندی کی بہن جب آپ کی طرف دیکھتی تو کہتی:

”وہ قوم اللہ کی رحمت سے مایوس ہے جو اس شخص کو ستائے اور دق کرے۔“

آپ کی سیرت کا ایک گوشہ

امام موسیٰ کاظمؑ کی سیرت کے چند پلو قارئین کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ آپ کی بے مثال خوبیوں اور اخلاقی عمدہ پر نظر کرنے اور آپ کی نوافی سیرت کی رہنمائی میں زندگی گزارنے اور آپ کے خلقِ کریم کو اپنانے کے آج ہم کس قدر محتاج ہیں کہ اس وسیع و سعادت کے مستحق بن سکیں جس کی ہم آرزو کرتے ہیں یہ وہ ذریعہ ہے کہ ہم اپنے عظیم ہامنی کو جمانا سکیں۔

آپ کی سیرت کے سلسلے میں کچھ روایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ مدینے میں ایک شخص ابو الحسن موسیٰ کو اذیت دیا کرتا تھا جب آپ کو دیکھتا تو آپ کے سب کرتا اور حضرت علیؑ پر شتم کرتا۔ اس صورتِ حال پر آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا کہ اگر آپ بازت دیں تو اس فاجر کو ہم قتل کر دیں آپ نے سختی سے منع کر دیا آپ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ اپنے کھیتوں پر گیا ہوا ہے آپ اس طرف روانہ ہوئے، درپے لگے پر سوار اس کے کھیت میں داخل ہو گئے وہ یہ دیکھ کر بے چین لگا کہ میرے کھیت کو اس طرح نہ روندو۔ مگر ابو الحسن اسی طرح گزرتے ہوئے اس کے قریب پہنچے اور سواری سے اتر کر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس سے کشادہ روئی سے منہ منہ کر باتیں کرتے رہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تو نے اس کھیت پر کتنا خرچ کیا ہے کہنے لگا:

ایک سو دینار

آپ نے پوچھا

”اس سے آمدنی کی تجھ کو کتنی امید ہے؟“

کہنے لگا: ”میں غیب داں نہیں“

آپ نے فرمایا: کہ میں نے پوچھا تھا کہ تجھے کتنی امید ہے اس کھیت سے کمانے کی؟“

کہنے لگا: ”میں اس سے دوسو دینار کی اُمید رکھتا ہوں“

ابو الحسنؑ نے ایک بھیلی نکالی جس میں تین سو دینار تھے اور فرمایا کہ تیرا یہ کھیت اپنی حالت پر برقرار رہے، خدا تجھ کو وہ رزق دے جس کی تو اُمید رکھتا ہے اس نے اٹھ کر آپ کے سر کا بوسہ لیا اور آپ سے التجا کی جو کچھ وہ زیادتی کرتا رہا ہے اس سے درگزر کریں۔ آپ اس کو دیکھ کر مسکرائے اور وہاں سے اٹھ آئے۔

مسجد کی طرف جب گئے تو وہاں اس شخص کو بیٹھا پایا۔ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں رکھ رہا ہے اس کے سامنے یہ سن کر اس کے پیچھے پڑ گئے کہ تو تو ان کے بارے میں اس کے برعکس کہہ کرتا تھا وہ شخص کہنے لگا کہ جو کچھ میں نے اب کہا ہے وہ بھی تم نے سن لیا۔ یہ کہہ کر ابو الحسنؑ کو دعائیں دینے لگا۔ اس کے سامنے اس سے جھگڑتے رہے۔ مگر یہ شخص اپنی بات کو دہراتا رہا۔

ابو الحسنؑ اپنے بھراٹے تو اپنے اصحاب سے جنہوں نے اس شخص کے قتل کا مشورہ دیا تھا کہا کہ تم نے دیکھا کہ کس طرح میں نے اس کی حالت کی اصلاح کر دی اور خود اس کے شر سے بچ گیا۔

آپ، بل سواد میں سے ایک بد صورت شخص کے پاس سے گزرے تو اس کو سلام کیا سواری سے اُتر آئے اور دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے پھر اس سے پوچھا کہ کوئی ضرورت ہو تو بتائے تاکہ آپ اس کو پوچھ کر لے کر آپ کی کوشش کریں۔

وہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اے فرزندِ رسول اللہؐ آپ اس شخص کے یہاں جاتے ہیں پھر اس سے اس کی احتیاجات کے بارے میں سوال کرتے ہیں حالانکہ اس کے برعکس ہونا چاہیے کہ وہ آپ کے پاس آئے اور اپنی ضرورت بیان کرے۔

آپ نے فرمایا وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے کتاب اللہ کے مطابق
 بھائی ہے۔ اللہ کے شہزادوں میں تمہاری سب سے بہتر اور اس کو بہترین باپ آدمؑ نے اور سب سے
 افضل دین اسلام نے یکجا کر دیا ہے۔ شاید زمانہ ایک وقت ہم کو اس کا محتاج کموت اور
 اس پر تکبر کرنے کے بعد اس کے سامنے عاجزی کرتا ہوا دیکھے۔
 پھر آپ نے فرمایا:

نواصل من لا يستحق وصالاً

فحاشا ان نبقى بغیر صدیق^۱

ترجمہ: ہم اس سے وصل کرتے ہیں جو وصل و پیوند کاری کا مستحق نہیں۔

اس خوف سے کہ کہیں ہم بے دوست کے نہ رہ جائیں۔

۲۔ مارون رشید نے حج کیا تو قبر نبیؐ پر زیارت کے لیے آیا۔ اس کے چاروں طرف قریش

تھے اور دوسرے قبائل کے سردار بھی تھے وہاں موسیٰ بن جعفر بھی تھے۔

جب مارون رشید قبر رسولؐ پر پہنچا تو کہنے لگا:

السلام عليك يا رسول الله يا بن عمي

آپ پر سلام ہو، اے رسول اللہ، اے میرے چچا کے بیٹے

اور یہ کہہ کر اپنے ساتھیوں کی طرف فخر سے دیکھا۔

حضرت موسیٰ بن جعفر بھی قبر کی طرف بڑھے اور عرض کیا:

السلام عليك يا ابنه

اے بابا جان! میرا سلام

مارون کا چہرہ یہ سن کر متغیر ہوا، کہنے لگا اے ابوالحسن! حقیقت میں فخر کی یہی بات ہے۔

۴۔ آپ نے ایک ہزار غلام آزاد کیے۔

۱۔ تحف العقول ۱۰۰

۲۔ تاریخ بغداد ۲۱/۱۲

۳۔ حیاة موسیٰ بن جعفر ۸۹/۱

۵۔ حسن بن علی بن حمزہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے ابو الحسن کو دیکھا کہ وہ زمینوں میں کام کر رہے تھے اور پسینے میں شہر ابو رستہ تھے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، کام کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ فرمایا اے علی! اس شخص نے زمینوں میں کام کیا ہے جو مجھ سے اور میرے باپ سے بہتر تھا۔ میں نے عرض کیا وہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا، رسول اللہ اور امیہ المومنین۔ میرے سب آباؤ اجداد اپنے باپوں سے کام کیا کرتے تھے وہ انبیاء، مرسلین اور صیاد اور صالحین کا عمل ہے۔

۶۔ معتب سے روایت ہے کہ ابو الحسن ہم کو حکم دیا کرتے تھے کہ جب پھل پک جائے تو ہم اسکو نکال کر فخریت کریں اور مسلمانوں کے لیے روزانہ خریدا کریں۔

۷۔ یحییٰ بن خالد نے اپنے کسی قابل اعتماد آدمی سے آل ابو طالب میں سے ایسے شخص کی تفتیش کی جو خوشحال نہ ہو وہ ایسے ضرورت مند شخص کے ذریعے حضرت موسیٰ کاظمؑ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا جو آپ کا قدرت دار بھی ہو۔

اس کو علی بن اسماعیل بن جعفر بن حمزہ کا نام بتایا گیا۔ یحییٰ بن خالد نے اس کے پاس خوب مال بھیجا۔

حضرت موسیٰ کاظمؑ اس سے صلہ رحمی کرتے اور بعض اوقات اپنے ذاتی معاملات پر بھی اس سے گفتگو کرتے۔ یحییٰ نے خط لکھا کہ اس کو اجازت دانا کیا ہے۔

حضرت موسیٰ کاظمؑ نے جواب دیا کہ آپ نے اس کو بلا بھیجا۔ پوچھا کہ کہاں، کا قصد ہے کہا کہ بغداد جا رہا ہوں۔ پوچھا وہاں جا کر کیا کرو گے۔ وہ کہنے لگا بھڑپہ کچھ قرض ہے۔ اور قرض خواہ مجھ سے اصرار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کروں گا تم سے نیکی سے پیش آؤں گا اور احسان کروں گا مگر اس نے آپ کی بات نہیں مانی۔

آپ نے اس سے فرمایا اے میرے بھتیجے! میری اولاد کو یتیم نہ کرو۔ آپ نے اس کے لیے

تین سو دینار اور چار ہزار درہم نکوائے۔ جب وہ آپ کے ہاتھ سے لے کر رہا تو وہ شخص حاضرین سے مطالبہ ہو کر کتبۃ خدا کی قسم! یہ میرے خون ہاتھ میں تھا۔ اسی سے ہمارے بیوی اولاد کو یتیم کرے گا۔

لوگوں نے عرض کیا خدائے کو آپ پر قربان کرے آپ اس کا یہ کردار نہایت ہنس بھی لے روپیہ دیتے اور اس سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے واسطے، انھوں نے اپنے باؤں سے اس مسئلہ سے حدیث بیان کی ہے کہ تم جب منقطع ہو جائے تو اس کو وصل کیا جائے ورنہ وہ منقطع ہو جائے تو خدا اس کو منقطع کر دیتا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ اس کو وصل کر دوں اس کے بعد کہ اس کو بھیجے کہ منقطع کر دیا جائے کہ جب وہ قطع کرے تو خدا بھی اس کو قطع کر دے۔

چنانچہ علی بن اسماعیل، یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچ گیا۔ جہاں اس سے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے حالات پوچھے اور ہارون تک پہنچا۔ اس میں کچھ مبالغہ زانی سے بھی کام لیا۔

علی کو لے کر ہارون رشید کے پاس گیا جہاں اس کے چچا کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے خوب چغل خوری کی اور بہستان تراشی کی۔ ہارون سے اس نے کہا:

کہ مشرق و مغرب سے حضرت امام جعفرؑ کے پاس اموال آئے جوتے ہیں جس سے انھوں نے ۲۰ ہزار دینار میں ”یسیریا“ نام کی جاگیر خریدی ہے۔ زمین کے مالک نے وہ سکہ لینے سے انکار کیا جو آپ نے پیش کیا تھا۔ تو پھر آپ نے تیس ہزار وہی مخصوص سکے ادا کیے جو اس نے مانگے تھے۔

ہارون رشید نے علی بن اسماعیل کو اس خبر رسانی کے عوض جس علاقے سے یہ پسند کرے وہاں سے دو لاکھ درہم دیتے جائیں۔ اس نے مشرق کے بعض علاقوں کا انتخاب کیا اس کے کارندے وہاں سے مال وصول کرنے کے لیے گئے اور ان کی واپسی کا انتظار کرتے رہے۔

ہی دوران اس کو شدید درد کے ساتھ اسہال شروع ہوئے۔ بیت الخلا گیا تو اس کی
 انتڑیاں باہر آگئیں اور وہ گر پڑا۔ لوگوں نے پوری کوشش کی کہ انتڑیوں کو واپس شکم میں
 لوٹادیں لیکن یہ ممکن نہیں ہوا۔

حسب حال اس کے پاس سے وصول ہو کر آیا تو وہ تزع کی حالت میں تھا کتنے لگا اب میں
 اس مال کا کیا کروں گا۔ میں تو مر رہا ہوں۔

پہنچا وہ مال برون رشید کے خزانے میں جمع کر دیا گیا اور علی بن اسماعیل کو دنیا اور
 آخرت دونوں کا خسار نصیب ہوا۔

عطیات و صدقات

معاشرے کے تمام طبقات خصوصاً ضعیف اور محروم و مجبور لوگوں پر اپنے فضل و عطیات کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی خصوصیت میں سے ہے۔ رات کو ان کے گھروں پر خورد و نوش اور نقدی لجا کر پہنچانا ان کا معمول تھا جن کے یہاں یہ سب کچھ پہنچایا جائے ان کو اس کی خبر نہ ہوتی کہ میرا محسن کون ہے۔

مؤرخین نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی سیرت میں بھی ذکر کیا ہے کہ آپ رات کی تاریکی میں مدینے کے محروم اور مستضعف لوگوں کی دیکھ بھال کرتے اور ان کے پاس سونا، چاندی، آٹا اور کھجوریں پہنچاتے مگر ان کو خبر نہ ہوتی کہ یہ سب کچھ کہاں سے آتا ہے۔
اس سلسلے کے بعض واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ ابن صباغ مالکی کہتا ہے کہ موسیٰ کاظم اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار، زیادہ عالم، زیادہ سخی و جواد اور زیادہ کریم النفس تھے۔ مدینے کے غریب غربا کی دیکھ بھال کرتے ان کے گھروں پر درہم و دینار اور دوسری ضروریات لے جاتے مگر ان کو پتہ نہیں چلتا کہ یہ چیزیں ان کو کون دے جاتا ہے اس کا علم ان کو آپ کی وفات کے بعد ہی ہو سکا۔
۲۔ خطیب اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ آپ سخی و کریم تھے آپ کو کسی شخص کے متعلق معلوم ہوتا

کہ وہ آپ کو اذیت دیتا ہے تو آپ اس کو ایک ہزار دینار کی بھیلی بھینتے۔
 آپ کی بھیلیاں تین سو دینار، چار سو دینار اور دو سو دینار کی ہوتیں جو آپ مدینے میں تقسیم کرتے
 موسیٰ بن جعفر کی بھیلیاں ضرب المثل بھیں جن کے پاس آپ کی بھیلی آتی، اس کی محتاجی دور ہو جاتی
 اور وہ مستغنی ہو جاتا ہے۔

۴۔ محمد بن عبداللہ البکری کہتا ہے کہ میں مدینے قرض لینے آیا مگر ناکام رہا، میں نے سوچا کیوں
 ابوالحسن موسیٰ کے پاس چلوں اور ان سے اپنی ضرورت بیان کروں چنانچہ میں آپ کی ایک جاگیر میں آیا اور ان سے
 سارا معاملہ بیان کیا۔ آپ گھر میں گئے اور کچھ ہی دیر میں باہر آئے غلام سے فرمایا جاؤ پھر مجھے ایک بھیلی اٹھا کر دی
 جس میں تین سو دینار تھے پھر آپ اندر چلے گئے میں بھی اپنی سواری پر واپس آ گیا۔

۵۔ عیسیٰ بن محمد مغیث کہتا ہے کہ میں نے جواریہ کی ایک جگہ ایک کنوئیں کے قریب جس کو
 ام سلمہؓ کہا جاتا تھا تر بوز، گڑھی اور کدو کی زراعت کی جب خیر و برکت کا وقت قریب آیا تو ٹھڈی دل
 نے ملد کیا ورنہ زراعت خاک میں ملا دی۔ میں نے اس کھیتی پر اور آبپاشی کے لیے دواؤں پر
 ایک سو بیس دینار خرچ کیے تھے۔ اب میں پریشان حال بیٹھا تھا اچانک موسیٰ بن جعفر آئے دکھائی دیئے
 قریب آئے تو سلام کیا ورنہ حال پوچھا میں نے جواب میں کہا کہ ٹھڈی دل کے اس حملے نے مجھے فقیر اور
 مسکین بنا دیا ہے۔ میری ساری کھیتی باڑی کھا گئی ہیں آپ نے دریافت کیا کہ تیرا اس پر کتنا خرچ
 آیا تھا میں نے عرض کیا دواؤں کو سوا ایک سو بیس دینار۔

آپ نے فرمایا اے عوفہ! ابو مغیث کے لیے ایک سو بیس دینار گنو۔ تمہارا منافع اس
 میں تیس دینار اور دواؤں ٹھوٹے۔

میں نے عرض کیا اے ابوبکرؓ ہستی! آپ اس کھیت میں تشریف لے چلیں اور میرے
 لیے برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔ پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کی، آپ نے فرمایا:

تمسکوا ببقایا المصائب

باقی ماندہ مصائب سے تمسک کرو !

میں نے ان دو اونٹوں کو اس کھیت پر لگا دیا اور اس کو خوب یہاب کیا۔ تم نے اس میں برکت دی۔ اس میں خوب بھراؤ لگا۔ اگلا جو میں نے اس بزار میں فروخت کیا ہے

۵۔ آپ سو دینار سے لے کر تین سو دینار تک صدقہ میں دینا ہے

۶۔ آپ کی خدمت میں ایک غریب آدمی آیا۔ اس نے سوال کیا۔ آپ نے اس کو ایک

بزار دینا دیا ہے

۷۔ ایک حبشی غلام نے ایک قسم کا حلوہ اور لکڑی کا ایک گٹھ آپ کی خدمت میں بھر دیا

بھیجا۔ آپ نے وہ غلام اس جاگیر کے ساتھ جس میں وہ کم کرتا تھا اس کے مالک سے خرید لیا اس غلام کو آزاد کیا اور وہ جاگیر اس کو بخش دی ہے

۱۔ ایمان الشیعہ ۴ ق ۴۴/۲ کشف الغمہ ۲۴۳ - تاریخ بغداد ۲۲/۲۹

۲۔ الناقب ۲/۲۹

۳۔ حیاۃ الابرار موسیٰ بن جعفر ۱/۹۶

۴۔ تاریخ بغداد ۱۳/۲۰

آپ کی وصیتیں

حدیث اور حالاتِ زندگی کی کتابوں میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اپنی اولاد اور بعض شیعوں کے لیے بہت سی وصیتیں موجود ہیں۔ یہ نفیس ترین میراثِ اسلامی ہیں جو ہمیشہ تازہ رہیں گی ان میں اخلاق، مواعظ و آداب اور مختلف قسم کے معارف درج ہیں جن کے آج کے زمانے میں مسلمان بے انتہا ضرورت مند ہیں ان کے ذریعے اور ان ہدایات کی رہبری میں مسلمان اپنا عظیم ماضی لوٹا سکتے ہیں اور اپنی عظمت بحال کر سکتے ہیں۔

یہاں ان کی وصیتوں میں سے کچھ اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ آپ کی اپنے ایک صاحبزادے کو وصیت ہے:

اے فرزند! اس سے بچو کہ خدا تم کو اس معصیت میں دیکھے جس سے اس نے تم کو منع کیا ہے اور اس سے بچو کہ خدا تم کو اس اطاعت سے محروم کر دے جس کا اس نے تم کو حکم دیا ہے تم کو جہد و جہاد کو شمش کرنا لازمی ہے۔

اللہ کی عبادت اور اس کی اطاعت میں تیرا نفس کوتاہی نہ کرے کیونکہ اللہ کی عبادت جو عبادت کا حق ہے اس طرح نہیں ہو سکتی۔

مذاتِ شریعت سے بچو وہ تمہارے ایمان کے نور کو ختم کر دیگا اور تمہاری مروت میں کمی کر دے گا۔
کیونکہ غلط ہونے کا شہوت سے بچو۔ یہ دونوں تمہاری دنیا اور آخرت کے حصے ہیں رکاوٹ بنیں گے۔

۲۔ ہشام بن حکم کو عقل و اخلاق کے بارے میں وصیت سب سے پہلے فرمادی اس
پیش کرتے ہیں۔

اے ہشام! خداوند تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسل کو اپنے بندوں کی طرف سے اپنے پیار
وہ اللہ کی معرفت حاصل کریں۔ چنانچہ ان کی دعوت کو بہتر طور سے انھوں نے قبول کیا جن کو اللہ
کی زیادہ معرفت تھی۔ اللہ کے امر و حکم کو زیادہ بہتر طریقہ سے جاننے والے وہی تھے۔ جن میں
عقل و فہم بہتر تھی۔ جو بہتر فہم و عقل رکھتے تھے وہ دنیا اور آخرت میں زیادہ بندہ درجہ رکھتے ہیں۔
اے ہشام! کوئی بندہ ایسا نہیں جس کی پیشانی ایک فرشتہ نہ چمک رہا ہو وہ بندہ قاضی کرتا ہے
تو اللہ اس کو بند کرتا ہے اور وہ بندہ جب اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے تو خدا اس کو پست
کر دیتا ہے۔

اے ہشام! لوگوں پر اللہ کی طرف سے دو حجتیں ہیں۔ ایک حجت ظاہری اور ایک حجت باطنی
حجت ظاہری: رسول، انبیاء اور آئمہ علیہم السلام ہیں۔
حجت باطنی: عقول ہیں۔

اے ہشام! مائل وہ ہے جس کو حلال اس کے شکر سے مشغول نہیں رکھتا اور حرام اس کے
صبر پر غالب نہیں آتا۔

اے ہشام! جو شخص تین چیزوں کو تین پر مسلط کر دے گویا اس نے اپنی عقل کو ماؤف کرنے
میں اپنی خواہش کی مدد کی ہے۔

الف: جس نے اپنی طویل امید باندھ کر اپنے تفکر کی روشنی کو بجھا دیا ہو۔

ب: اپنی فضول گفتگو سے اپنی حکمت کی عمدہ باتوں کو محو کر دیا ہو۔

ج: جس نے اپنی شہواتِ نفسی سے اپنی عبرت کے نور کو بجھا دیا ہو۔

ایسے شخص نے اپنی عقل کو ماؤف کرنے میں اپنی خواہش کی امانت کی ہے جو اپنی عقل کو ماؤف
کر دے اس نے اپنے دین و دنیا دونوں خراب کر لیے۔

اے ہشام! اللہ کے یہاں تمہارا عمل کس طرح پاکیزہ شمار ہوگا جب تم نے اپنی عقل کو

اپنے پروردگار کے حکم سے مشغول کر رکھا ہے اور تم نے اپنی عقل پر غالب آنے کے لیے اپنی

خواہش کی اطاعت کی ہے۔

اے ہشام! تنہائی پر صبر کرنا عقل کی قوت کی علامت ہے جو اللہ تبارک تعالیٰ کو پہچانتا ہے اور اس کا تعقل رکھتا ہے وہ اہل دنیا اور اس سے رغبت رکھنے والے سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے اور ان چیزوں سے رغبت رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔

اللہ وحشت میں اس کا انیس۔ تنہائی میں اس کا ساتھی، فقر و فاقہ میں اس کی تو نگری ہوتا ہے در قبیلے کے بغیر اس کو عزت بخشتا ہے۔

اے ہشام! حق کو اللہ کی اطاعت کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اطاعت کے بغیر نجات نہیں۔ اطاعت علم کے ساتھ ہے۔ علم تعلیم کے ساتھ ہے۔ تعلیم عقل کے ساتھ ہے۔ علم ہی سے اعتقاد ہوتا ہے۔ علم حاصل نہیں ہو سکتا بجز عالم ربانی سے۔ عالم کی پہچان عقل کے ذریعہ ہوتی ہے۔

اے ہشام! عقل سے بختر عمل بھی مقبول اور کٹی گنا ہے۔ (اس کے برعکس) اہل ہوی اور اہل جہالت کا زیادہ عمل بھی مردود ہے۔

اے ہشام! عقل حکمت کی وجہ سے بختر سی دنیا پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ مگر دنیا کے ساتھ بختر سی حکمت پر راضی نہیں ہوتا۔ اسی لیے کہ یہ تجارت نفع بخش نہیں۔

اے ہشام! اگر تم کو جو کچھ تمہارے لیے کافی ہے وہ تم کو تو نگر اور غنی کر سکتا ہے تو دنیا میں کم سے کم تمہارے لیے کافی ہے۔ اگر جو تمہارے لیے کافی ہے وہ تم کو غنی نہیں کر سکتا تو پھر دنیا کی کوئی چیز بھی تم کو غنی اور تو نگر نہیں کر سکتی۔

اے ہشام! علماء نے تو دنیا کی زیادتی کو چھڑ دیا تو کس طرح گناہ کو (نہیں) چھڑایں گے۔ جب کہ دنیا کو ترک کرنا نصیحت ہے و گناہوں کو ترک کرنا فرض اور واجب ہے۔

اے ہشام! علماء نے دنیا میں زبرد اختیار کیا ہے اور آخرت کی طرف جھکے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ دنیا مایہ لب بھی ہے اور مایہ لب بھی۔ اسی طرح آخرت مایہ لب

بھی ہے اور مطلوب بھی۔

جب وہ آخرت کو طلب کرتا ہے تو دنیا اس کو طلب کرتی ہے یاں تک کہ وہ اس سے اپنا سارا رزق پورا کر لیتا ہے۔ دنیا کو طلب کرے تو اس کو آخرت طلب کرتی ہے اور اس کی موت آجاتی ہے۔ جو اس کی دنیا اور آخرت دونوں کو ناقص اور خسار کر دیتی ہے۔

اے ہشام! جو شخص مال کے بغیر تو نگر می پاتا ہے۔ حسد سے دل کو راحت و سکون پہنچا رہا ہے اور دین میں سلامتی پاتا ہے تو وہ اللہ سے تفریق اور زاری سے سوال کرے کہ وہ اس کی عقل کو کامل کر دے۔

چنانچہ جو عقل رکھتا ہے وہ اس پر قناعت کرتا ہے جو اس کے لیے کافی ہے اور اسی سے تو نگر می اور غنی حاصل کر لیتا ہے۔ مگر جو اتنے پر قناعت نہ کرے جو اس کے لیے کافی ہے تو وہ شخص غنی اور تو نگر می کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔

اے ہشام! اللہ عز و جل نے ایک صالح قوم کی حکایت بیان کی ہے جنہوں نے کہا کہ
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا ذَهَبْ لَنَا مِنْ

لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دینا، بعد اس کے کہ تو ہماری ہدایت کر چکا ہے۔ اپنی طرف سے ہم کو رحمت کا ہبہ کر بیشک تو ہبہ کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

یعنی اس قوم کو معلوم ہوا کہ دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور اپنی تابینائی اور طاقت کی

طرف پلٹ جاتے ہیں۔

جو اللہ کی معرفت اور اس کا تعقل نہیں رکھتا وہ اللہ کا خوف نہیں رکھتا۔ اس کا دل ثابت معرفت پر نہیں بندھ سکتا۔ نہ اس سے جڑ سکتا ہے کہ جس کو وہ دیکھ سکے اور جس حقیقت کا

اپنے دل میں دھبہ بھی ہو۔

وہی شخص ایسا ہو سکتا ہے جس کا قول اس سے فعل کی تصدیق کرے۔ اس کا متر

دراز اور باطن اس کے ظاہر اور اعلانیہ کے مطابق ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عقل سے انسان کے باطن اور مخفی پر دلیل نہیں بناتا بلکہ اس کے ظاہر کو اور عقل کے ذریعے نطق کرنے والے کو۔

اے ہشام! امیر المومنین کہا کرتے تھے کہ:

اللہ کی عبادت عقل سے افضل کسی چیز سے نہیں کی گئی۔ کسی شخص کی عقل اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک اس میں مختلف خصلتیں اور عاداتِ حسنہ نہ پائی جائیں۔
کفر، شر اور برائی اس سے مامون ہو۔ اور رشد و ہدایت اور خیر اور اچھائی کی اس سے امید ہو۔ جو اس کے مال سے بچ جائے وہ خرچ ہو، اس کی فضول بات رُک جاتی ہو، دنیا میں اس کا حشر قوتِ بیعت ہو، عمر بھر وہ علم سے سیر نہ ہو اللہ کے ساتھ ذلت اس کو اللہ کے غیبر کے ساتھ عزت سے زیادہ محبوب ہو، شرف اور بڑائی سے تواضع اور انکسار اس کے نزدیک زیادہ محبوب ہو۔۔۔۔۔ الخ یہ

۲۔ ایک شیعہ کو آپ کی وصیت:

اللہ سے ڈرو اور حق بات کیا کرو، تواہ اس میں تمھاری ہلاکت ہو کیونکہ اسی میں تمھاری نجات ہے۔ اللہ سے ڈرو اور باطل کو چھوڑ دو جس میں تمھاری ہلاکت ہے۔

۴۔ آپ کی وصیت:

جو وہ پابندی میں ان کو دستِ کربلا میں سے اپنی نفسوں کے لیے (دنیا میں سے) ایک جہت قرار دے لیا جس سے موت میں رختہ نہ پڑے اور نہ شرف بھی نہ ہو اس سے دین کے کاموں میں مدد کو کیونکہ روایت میں ہے کہ ہم میں سے نہیں جو اپنی دنیا کو اپنے دین کے لیے چھوڑ دے یا اپنے دین کو اپنی دنیا کے لیے چھوڑ دے۔

۵۔ اپنے ایکے فرزند کو وصیت:

۱۵ تحف العقول ۹۴

۱۶ تحف العقول ۹۹

۱۷ مہرۃ العبات المقدسہ ۲۱۷

مزاح کرنے سے بچو، کیونکہ یہ تمہارے ایمان کے نور کو کم کر دے گا اور تمہاری موت
میں کمی کا باعث بنے گا۔

۶۔ آپ کی ایک وصیت:

دین میں غور و خوض کرو کیونکہ فقہ اور دین کا فہم ہی بصیرت کی کلید ہے۔ یہی فہم عبادت کی
تکمیل، بلند درجات اور مقامات اور دنیا اور آخرت کے مراتبِ جلیلہ کا سبب بنتا ہے۔
فقیہ اور علمِ دین کے حامل کو عبادت کرنے والے (عابد) پر اتنی فضیلت ہے جتنی سورن
کی فضیلت ستاروں پر ہے۔

جو دین کا فہم نہیں رکھتا خدا اس کے کسی عمل پر راضی نہیں ہوتا۔

آپ کے چند خطوط

امام کی سیرت کے سارے پہلو ہمارے لیے اعلیٰ مثال بھی ہیں ان سے ہم کو تعلیمات اسلامی میں مدد بھی ملتی ہے اور ہم اپنی عملی زندگی کے لیے فائدہ مند درس بھی حاصل کرتے ہیں۔
یہاں ہم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعض خطوط پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ آپ نے اپنے شیعوں کو بھیجے تھے۔ اور کچھ اپنے دشمنوں کو۔ مگر یہ سب ہی تعلیمات اور نصیحتوں کا خزانہ ہیں۔

۱۔ آپ کا خط ”رے“ کے گورنر کو کسی شخص کو ٹیکس سے معاف رکھنے کے سلسلے میں:
جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک سایہ ہے جس میں صرف وہی ٹھہر سکے گا جس نے اپنے بھائی سے کوئی نیکی کی ہوگی۔ یا اس سے کوئی مصیبت دور کی ہوگی یا اس کے دل کو خوش اور مسرور کیا ہوگا۔ اور یہ شخص تیرا بھائی ہے۔

والسلام

چنانچہ اس افسر نے اس شخص کا مالیہ معاف کر دیا اور اس سے اپنا مال آدھا آدھا
کے تقسیم کیا۔

۲۔ ہارون رشید نے خط لکھا کہ آپ اس کو مختصر الفاظ میں نصیحت کریں۔ اس کے جواب میں آپ نے لکھا:-

کسی چیز کو تو نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا مگر یہ کہ اس میں موعظہ اور نصیحت ہے۔
۲۔ آپ نے قید خانے سے علی بن سہید کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا:-

بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله العلی العظیم

اسی کی عظمت اور نور سے مومنین کے دلوں میں بصیرت آئی۔ اس کی عظمت و نور کی وجہ سے
جالموں نے اس کی مخالفت کی اس کی عظمت کی بنا پر آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں نے اس تک
پہنچنے کا وسیلہ تلاش کیا۔ مختلف اعمال اور مختلف مذاہب کے ذریعے، چنانچہ کوئی عیسائی و مسلمان
ہے اور کوئی خطاکار ہے کوئی ہدایت یافتہ ہے اور کوئی گمراہ۔ کوئی سننے والا ہے اور کوئی بہرہ
کوئی اندھا ہے اور کوئی بینا۔ اور کوئی حیران و پریشان ہے۔

پس حمد ہے اس اللہ کے۔ لیے جو پہچانا گیا اور اس نے اپنا دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی طرف موڑ دیا۔

اما بعد تو ایک شخص ایسا ہے کہ خدا نے تجھے آلِ محمد کے یہاں ایک مخصوص قدر و منزلت دی
ہے اس مودت کی وجہ سے جس سے تیری رشد و ہدایت کا تجھ کو الہام کیا ہے اور ان ہی کے فضل
کی وجہ سے تجھ کو تیرے دین کے معاملے میں بالبصیرت، تمام امور ان کے پاس لے جانے والے اور
جو کچھ وہ کہیں اس پر راضی رہنے والا بنایا ہے۔

ہر اس شخص کو، جس سے تجھ کو قبول کرنے کی امید ہو، اپنے پروردگار کے رستے پر دعوت
دے۔ ریا اور دکھاوے کے قلعہ میں بند نہ ہو جا۔ آلِ محمد سے محبت رکھ۔

جو کچھ ہماری طرف سے تجھ کو پہنچے یا ہماری طرف منسوب ہو اس کے بارے میں یہ نہ کہنا کہ
یہ باطل ہے۔ خواہ کوئی دوسرا راستہ نہ ہو۔ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ ہم نے وہ بات کیوں کہی۔ اور

کیوں بیان کی ہے۔

جس چیز کی میں تجھے خبر دوں، اس پر ایمان رکھ اور اس چیز کی جستجو نہ کر جس کو ہم نے

تجھ سے پوشیدہ رکھا ہے۔

میں تجھے یہ خبر دے رہا ہوں کہ تیرے بھائی کے واجب حقوق میں سے یہ ہے کہ اس سے
اس چیز کو نہ چھپانا جو اس کے لیے نفع بخش ہو۔ خواہ وہ اس کی دنیا کے معاملے میں ہو یا اس کی

آخرت کے معاملے میں (سودمند ہو) گئے

۴۔ مار دن رشید کے نام آپ کا قید خانے سے خط :

مجھ سے بلا اور مصیبت کا کوئی دن نہیں گزرتا مگر یہ کہ اسی کے ساتھ ساتھ تیرا آرام اور خوشحالی کا دن گزرتا ہے یہاں تک کہ ہم سب ایک ایسے دن کی طرف جاؤ گے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ وہاں باطل کام کرنے والے خسارے اور نقصان میں ہوں گے۔



ملفوظات امیر المومنین

www.KitaboSunnat.com

حکیمانہ کلمات

آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے اپنی ان احادیث سے جو انسان کو اللہ کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور اپنی نفع بخش تعلیمات اور حکمت عالی سے دنیا کو پُر کر دیا۔

انہوں نے اُمت کو خیر اور فلاح کی طرف متوجہ کرنے، اسلام کی نشہ و اشاعت اور اہل کلمۃ الحق کے لیے فرصت کو نینیت سمجھا۔ اللہ کی طرف ہر راستہ سے متوسل ہوئے۔ انہوں نے تعلیم و تعلم کے میدان میں درس دینے، خُلبے پڑھنے اور وصیتیں کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے معاشرے کے افراد کو اپنی قیمتی توجہات اور حکیمانہ کلمات سے بھی نوازا ہے۔ جن میں بہت گہرے معانی سموئے ہیں۔ یہ خیر اخلاق اور نصیحتوں کے پہلو کو لیے ہوئے ہے۔ ان میں سے ہر ایک حکیمانہ قول کی تفصیل بیان کی جائے تو اپنی جگہ ایک مستقل کتاب بن جائے۔

یہاں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے کچھ حکیمانہ اقوال نقل کیے جاتے ہیں:-
۱۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمام لوگوں کے علم کو چار چیزوں میں پایا:-

اول یہ کہ تم اپنے پروردگار کو پہچانو
دو تم تم یہ پہچانو کہ اس نے تمہارے ساتھ کیا احسانت کیے ہیں۔
سو تم تم پہچانو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔
چارم تم پہچانو کہ کیا چیزیں تم کو دین سے خارج کر دیتی ہیں۔

۲۔ ایک قبر پر آئے تو فرمایا:-

بیشک وہ چیز جس کا انجام اور آخر یہ ہو وہ اس لائق ہے کہ اس کے اول اور آغاز میں زُبد

اور دُوری اختیار کی جائے۔ اور وہ چیز جس کی ابتداء یہ ہے اس لائق ہے کہ اس کے آخر سے خوف کیا جائے اور ڈرا جائے۔

اچھی ہمسائیگی صرف یہ نہیں کہ ہمسایے کو اذیت اور تکلیف نہ پہنچائی جائے بلکہ یہ اذیت اور تکلیف بردہ صبر کرنا ہے۔

۴۔ کوشش کرو کہ تم اپنے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کرو:-

ایک ساعت اللہ کے ساتھ مناجات کے لیے

ایک ساعت امرِ معاش کے لیے

ایک ساعت بھائیوں اور قریبی لوگوں سے معاشرت اور ملنے جلنے کے لیے، جو تمہارے پیو

تم کو بتائیں اور حقیقت میں تمہارے مخلص ہوں۔

ایک ساعت تمہاری غیر حرام لذتوں کے لیے ہو اور اس ساعت کے ساتھ تم باقی

تین اوقات پر قدرت حاصل کر سکو گے۔

۵۔ علی بن یقین سے فرمایا: بادشاہ! حکومت کے لیے کام کرنے کا کفارہ بھائیوں

سے احسان اور نیکی کرنا ہے۔

۶۔ آپ نے فرمایا قیامت کے روز ایک منادی ندا کرے گا کہ جس کا اللہ پر کوئی اجر

ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ صرف وہ کھڑا ہو سکے گا جس نے لوگوں کو معاف کیا ہوگا۔ اور ان کی اصلاح

کی ہوگی اس کا اجر اللہ پر ہے۔

۷۔ تم وہ نہ بنو جس کی اپنی کوئی رائے نہ ہو اور تم کہو کہ میں لوگوں کے ساتھ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صرف دو راستے ہیں

ایک نیکی کا اور دوسرا شر کا راستہ۔ خیر اور بھلائی کے راستے کے مقابلے میں تم کو شر اور برائی کا

راستہ زیادہ پسند نہیں ہونا چاہیے۔

۸۔ جس کے دونوں دن برابر ہوں وہ نماز میں بت جس کا دو میں سے آخری دن

خراب ہو وہ ملعون ہے۔

جو اپنے نفس میں زیادتی کو نہ چپائے وہ نقصان میں ہے۔ جو نقصان میں رہا ہو اس کی زندگی سے موت بہتر ہے۔

۹۔ جو شخص خدا کا فہم اور اس کی معرفت رکھتا ہو اس کو خدا کو اس کے رزق میں تاخیر کرنے سے نہیں سمجھنا چاہیے اور اس کی قضا اور فیصلے کا برا نہیں مانتا چاہیے۔

۱۰۔ اس سے بچو کہ تم اطاعتِ خدا سے منع کرو اور اس سے دُنا خدا کی نافرمانی میں خرچ کرو۔

۱۱۔ اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان حسمت اور وقار کو باطل ختم نہ ہونے دو۔ اس کا ختم ہونا دراصل حیا اور شرم کا ختم ہونا ہے۔

۱۲۔ سخی جس کا اخلاق اچھا ہو اللہ کی رحمت کے سایے میں ہے خدا اس کے ساتھ ہے جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کر لے۔ خدا نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر وہ سخی ضرور تھا۔ سخاوت اور حسنِ خلق کے بارے میں میرے والد مجھے ہمیشہ وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

۱۳۔ آپ نے فرمایا تمہارا کسی ضعیف اور کمزور کی مدد کرنا افضل ترین صدقہ ہے۔

۱۴۔ زیادہ اچھائی کرنے کو اچھا نہ سمجھو اور بھڑکے گناہوں کو بخور نہ سمجھو۔ بھڑکے گناہ جمع ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ زیادہ ہو جاتے ہیں۔

تشنائی میں بھی خوفِ خدا رکھو تاکہ اپنے نفس سے انصاف کر سکو۔

۱۵۔ دعا کرنا تمہارے لیے ضروری ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور اس کی بارگاہ سے طلب کرنا بلا اور مصیبت کو طال دیتا ہے۔ وہ تقدیر اور فیصلے تو کر چکا ہوتا ہے صرف امضا (دستخط) باقی رہتا ہے چنانچہ جب اللہ عز و جل سے دعا کی جائے اور اس سے سول کیا جائے تو وہ بلا اور

مصیبت کو مال دیتا ہے۔

اللہ کی نعمتوں کے بارے میں گفتگو اور ان کا ذکر شکر ہے اس کو ترک کرنا کفرانِ نعمت ہے اپنے پروردگار کی نعمتوں کو شکر کے ذریعے محکم کر لو۔ اپنے مال کی زکوٰۃ کے ذریعے اور بلا اور مصیبت کو دعا کے ذریعے دور کر دو۔ دعا ایک نجات دینے والی ڈھال ہے وہ اس بلا کو بھی رو کر دیتی ہے جو محکم ہو چکی ہوتی ہے۔

۱۷۔ جو اللہ کے بارے میں گفتگو کرے وہ پاک ہوا، جو ریاست کا طالب ہے وہ ہلاک ہوا۔ جس میں عجب پیدا ہو، وہ اپنے آپ پر ترانے لگا وہ پاک ہوا۔
۱۸۔ دنیا اور دین کے حصول کی کوششیں تیز ہو گئی ہیں۔
دنیا کے حاصل کرنے کی کیفیت یہ ہے کہ جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھاؤ گے تو تم کو پتہ چلے گا کہ ایک نئی فتنہ جڑ پکڑے گی اس کی طرف تم سے سبقت کر چکا ہے۔
آخرت کے حصول کی صورت یہ ہے کہ تم کو دوست اور مددگار نہیں ملیں گے۔ جو آخرت کے حصول میں تمہارے ساتھ تناؤں کریں۔

۹۔ نیکی بڑی ورطوق ہے جس کو صرف مکافات کے ذریعے بٹایا جاسکتا ہے۔
نیکی کا نیکی سے بدلایا شکر۔

۲۰۔ اگر اجل نہ ہو جائے تو امیدیں رسوا ہو جائیں۔

۲۱۔ جس کو فتنہ نے پیدا کیا ہو اس کو غنی اور تو مگر می نہ کیش اور شکستہ بنا دے گی۔

۲۲۔ جو شخص بڑائی کی تکالیف نہ محسوس کرے تو اس کے یہاں احسان اور نیکی کرنے کا

کوئی موقع نہیں۔

۲۳۔ آدمی ایک دوسرے کو برا نہیں کہتے مگر یہ کہ ان میں سے بلند تر مرتبے والا اپنی

مرتبے کی طرف گرجاتا ہے۔

۱۔ حیات الامام موسیٰ بن جعفر ۲/ ۱۹۳، ۱۹۴

۲۔ ۱۱/ ۲۰۰

۳۔ ۱۱/ ۲۰۰

۱۲۔ تیرے لیے اعلیٰ دنیا کی ہر شے تیری طرف سے ہے لیکن تیرے دل کی طرف سے
 تجھ پر زیادہ وہ حبیبِ مخلص ہے جو تیرے دل کے ہر حال سے تیرے دل کی طرف سے
 جو تیرے دل کی ہر قسم کی طرف سے تیری ہر قسم کی طرف سے تیری ہر قسم سے
 نکل کر دے۔ تجھ کے لیے ہر شے تیری طرف سے ہے لیکن تیرے دل کی طرف سے
 پناہ خواہاں علم میں مشغول نہ ہو جس کی ہر شے تیرے لیے ہر قسم کی طرف سے
 جس کا ترک کرنا تیری ہر شے تیری ہر شے تیری ہر شے تیری ہر شے تیری ہر شے

۱۵۔ صبر کرنے والے کے لیے یہ بھی نصیحت ہوئی ہے کہ صبر کرنے والے کے لیے
 والے کے لیے کئی ہوتی ہیں۔

۱۶۔ اللہ و جبر کی شدت کو وہ بھی جانتا ہے جس کے خوف سے وہ بھاگتا ہے

آپ کے بعض جوابات

یہاں ہم امام کے بعض ان جوابات کو پیش کرتے ہیں جو آپ نے مختلف اوقات میں سوال کرنے والوں کو دیئے۔ یہ سوالات مختلف مسائل میں ہیں یہ کبھی عقائد کے بارے میں کیے گئے ہیں کبھی فقہ کے سلسلے میں اور کبھی اخلاق سے متعلق ہیں۔

سوال کی طرح سوال کرنے والے بھی مختلف ہیں۔ کبھی سرکش بادشاہ ہیں، کبھی عنادر کھنے والے دشمن۔ کبھی ایسا شخص سوال کرتا ہے جو سمجھنا چاہتا ہے مگر یہ سب ہی امام کے جوابات کے سامنے تسلیم خم کرتے ہیں۔

وہ جوابات یہ ہیں :

۱۔ ابو حنیفہ مسلمانوں کے مشہور مکتبہ فکر کے امام کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبید اللہ جعفر صادقؑ کے زمانے میں جاکر کیا۔ جب مدینہ آیا تو آنجناب کے گھر گیا اور وہاں ان کی اجازت کے انتظار میں دلیز پر بیٹھ گیا۔

ایک بچہ گھڑ سے نکلا تو میں نے کہا اے بچہ ! یہ مسافر تمہارے شہر میں رفع حاجت کہاں کرے، انہوں نے جواب دیا تمہارے طریقہ پر۔ یہ کہا اور دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے کہ نہروں کے کنارے، پھلوں کے گرنے کی جگہ، مسجدوں کے سامنے کے میدانوں، وسیع راستوں اور شارع عام سے پناہ کر دیوار کے پیچھے چھپ کر بیٹھو۔ اپنا کپڑے کو اٹھاؤ۔ قبلہ کی طرف رخ یا پشت نہ کرو۔ پھر جہاں چاہو رفع حاجت کرو۔

جو کچھ میں نے ان پتے سے سنا مجھے بہت تعجب ہوا۔ میں نے ان سے ان کا نام پوچھا

تو فرمایا میں موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں۔

میں نے ان سے سوال کیا کہ اے بڑے گناہ کس کی طرف سے ہے؟

فرمایا: برائیاں تین ہیں سے کسی ایک صورت میں ممکن ہیں۔

یا تو اللہ کی طرف سے ہیں اور انسان کی طرف سے نہیں تو پروردگار کو بندت کو اس چیز

پر عذاب نہیں کرنا چاہیے جس کا وہ مرتکب ہی نہیں ہو۔

یا پھر پروردگار اور بندے دونوں کی طرف سے ہیں ایسا نہیں کیونکہ قویٰ بڑے ایک کو کمزور

شریک پر ظلم نہیں کرنا چاہیے۔

یا پھر بندے کی طرف سے ہیں اور حقیقت میں بندے ہی کی طرف سے ہیں۔ اگر

اللہ تعالیٰ معاف کرے تو اس کا کرم ہے اور اگر عذاب دے تو وہ بندے کے گناہ اور جرم

کی وجہ سے ہے۔

ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں ابو عبد اللہ جعفر سے ملاقات کیے بغیر آگیا۔ اس نے مجھ سے جو کچھ سنا

اسی سے میں مستغنی ہو گیا۔

۲۔ آپ سے ہارون رشید نے پوچھا کہ آپ حضرات نے عوام و خواص کے لیے یہ کیوں جائز

قرار دیا ہے کہ وہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کریں اور آپ کو یا بن رسول اللہ

(رسول اللہ کے بیٹے) کہہ کر مخاطب کریں جب کہ آپ حضرت علیؓ کی اولاد ہیں۔ لوگ اپنے

باپ سے منسوب ہوتے ہیں فاطمہؓ تو ایک طرف کی حیثیت رکھتی ہیں اور نبی کریمؐ آپ کے نانا ہیں۔

آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کے امیر! اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت قبر سے

اٹھیں اور تجھ سے تیری بیٹی کا رشتہ مانگیں تو کیا تو آپ کے اس پیغام کو قبول کرے گا؟

ہارون رشید کہنے لگا سبحان اللہ میں کیوں نہیں قبول کروں گا۔ بلکہ میں دنیاۓ عرب و عجم

پر فخر کروں گا کہ یہ بات میری عزت افزائی کا سبب بنی۔

آپ نے فرمایا مگر آنحضرتؐ مجھ سے خواست گاری نہیں کر سکتے اور نہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ

دے سکتا ہوں۔

ہارون نے پوچھا: کیوں؟

تو آپ نے فرمایا کہ حضورؐ سے میں پیدا ہوا ہوں تو پیدا نہیں ہوا۔
پھر کہنے لگا کہ آپ لوگ اپنے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کس طرح کہتے
ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی اولادِ زریہ نہیں چھوڑی جب کہ ذریت تو
اولادِ زریہ سے جلتی ہے اثاث سے نہیں۔ آپ لوگ تو ان کی لڑکی کی اولاد ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں تجھے قرابت کا واسطہ دیتا ہوں تو مجھ سے یہ سوال نہ کر۔ کہنے لگا
کہ اے اولادِ علی! مجھے خبر ملی ہے کہ اے موسیٰ! آپ ان کے (اولادِ علی کے) سردار اور ان کے امام
زمانہ ہیں۔ چنانچہ جب تک آپ مجھے اپنی حجت، دلیل کی خبر نہ دیں میں معاف نہیں کروں گا۔ ہر
اس مسئلے میں جس کے بارے میں میں آپ سے سوال کروں، آپ کتاب اللہ سے حجت اور
دلیل پیش کریں۔

آپ نے فرمایا تو مجھے جواب کی اجازت ہے؟

کہنے لگا کہ پیش کیجیے۔

آپ نے فرمایا:-

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَإِسْمَاعِيلَ

اے مسلمانوں کے امیر! حضرت عیسیٰ کے باپ کون ہیں؟ تو ہارون نے کہا کہ عیسیٰ کا تو

کوئی باپ نہیں۔

آپ نے فرمایا: ہم نے عیسیٰ کو انبیاء کی ذریت اور اولاد سے طمع کیا ہے۔ مریم علیہا السلام
کے واسطے سے۔ اسی طرح ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی ذریت اور اولاد سے طمع ہوئے
ہیں اپنی ماں فاطمہ علیہا السلام کی طرف سے۔

اے مسلمانوں کے امیر! اور مزید دلیل پیش کروں۔
 مارون کہنے لگا۔ لے آئیے۔

آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

فَمَنْ حَاجَلَكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ
 أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَالْأَنْفُسَ الَّتِي نَبْتِغِيهَا
 فَتَجْعَلَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

جو تم سے تمھارے پاس علم آجانے کے بعد کچھ چھتی کرے تو کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے
 بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو، تم اپنی عورتوں کو، ہم اپنے
 نفسوں کو اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ، پھر گڑا کر دعا کرتے ہیں اور تھوٹے پر اللہ
 کی لعنت قرار دیتے ہیں۔

کسی نے دعویٰ نہیں کیا کہ پیغمبرؐ نے نصاریٰ سے مباہلے کے وقت اپنی پادریں کسی کو داخل
 نہیں کیا: ابو جہر بن ابی طالب، فاطمہ، حسن اور حسین کے۔

خدا عزوجل کے قول ”ابناءنا“ کی تاویل حسن و حسین میں اور ”نساءنا“ کی فاطمہ میں
 اور ”انفسنا“ کی علی بن ابی طالب میں ہے۔

۳۔ ابو حنیفہ کے ساتھی محمد بن حسن نے مارون رشید کی موجودگی میں کہے ہیں ابو الحسن موسیٰ بن
 جعفرؑ سے سوال کیا کہ کیا محرم کے لیے جائز ہے کہ اپنے اوپر عمل کا سایہ کرے تو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا
 کہ اختیاری صورت میں جائز نہیں ہے۔

محمد بن حسن پھر کہنے لگا کہ کیا یہ جائز ہے کہ اختیاری صورت میں محل کے نیچے چلے۔ آپ نے
 فرمایا ہاں۔ محمد بن حسن یہ سن کر بہنے لگا۔

آپ نے فرمایا کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر تعجب کرتا ہے اور اس کا
 استہزاء کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے احرام میں اپنا سایہ بٹا دیا تھا اور سایہ کے

ہنچے آپ چلے جب کہ آپ محرم تھے۔

اے محمد بن حسن دین کے احکام کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ جو شخص ان میں سے بعض کو بعض پر قیاس کرے تو وہ سیدھے راستے سے بہٹ گیا۔

محمد بن حسن خاموش ہو گیا اور اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

۴۔ کلینی نے کافی میں روایت کی ہے کہ کسی شخص نے ایک کینیزے ہم بستری کی جس نے ابھی تک ماہواری نہیں دیکھی تھی۔ اس کا خون جاری ہو گیا جو تقریباً دس دن نہ رکا دایوں نے اختلاف کیا کہ حیض کا خون ہے یا بکارت کا۔

ابو حنیفہ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو اس نے کہا کہ یہ بہت مشکل امر ہے اس کو وضو کرنا چاہیے اور اس کا شوہر اس کے پاس نہ جائے۔ جب تک وہ پاک نہ ہو جائے۔

خلف بن حماد نے حضرت موسیٰ بن جعفر سے پوچھا، آپ نے فرمایا: وہ اپنی شرمگاہ میں روٹی داخل کرے۔ اور کچھ دیر رہنے دے پھر روٹی آہستہ سے نکالے اگر خون روٹی میں طوق کی طرح گردش کرے ہو تو وہ بکارت کا خون ہے اگر روٹی میں ڈوب جائے تو وہ حیض کا ہے۔

خلف رو دیا اور کہنے لگا میں آپ پر قربان جاؤں آپ کے علاوہ اتنا اچھا جواب اور کون دے سکتا ہے آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ میں بخدا تجھے خبر نہیں دے رہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

۵۔ ایک میسائی راہب نے آپ سے سوال کیا کہ شجر طوبیٰ کی جڑ حضرت عیسیٰ کے گھر میں ہے اور آپ کے عقیقے کے مطابق حضرت محمدؐ کے گھر میں ہے تو پھر اس کی شاخیں ہر گھر میں کس طرف ہیں۔

آپ نے فرمایا: سورج کی روشنی ہر گھر میں پہنچتی ہے جب کہ وہ خود آسمان میں ہے۔ اہل راہب نے کہا کہ جنت کے کھانے ختم نہیں ہوں گے جب کہ جنتی ان سے کھاتے ہیں گے۔

تو استعمال کے بعد بھی اس کی کسی چیز میں کمی نہیں ہوگی آپ نے فرمایا دنیا میں چراغ سے دھندلے
چراغ روشن کیے جاتے ہیں مگر اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

راہب کہنے لگا کہ جنت میں سایہ بہ جگہ پھیلا ہوگا، فرمایا: سورج کے نکلنے سے پہلے سایہ بہا
پھیلا رہتا ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے:-

المتر الى ربك كيف مذل للظل

کیا تو اپنے پروردگار کی طرف نہیں دیکھتا کہ اس نے سایے کو کس طرح پھیلا دیا ہے۔

اس نے کہا کہ جنت میں جتنا بھی کھایا پیانا جائے گا مگر پیشاب پانا نہ نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا
کہ شکم میں پتے کی ایسی ہی حالت ہوتی ہے۔

اس نے کہا اہل جنت کے نادم ان کے لیے یہ وہ چیز ہے آئیں گے جس کی وہ خواہش کریں
گے بغیر حکم دیئے۔

آپ نے فرمایا جس وقت انسان کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کے اعضاء اور جوارح
کو یہ معلوم ہوتا ہے اور وہ اس کی خواہش کو بر لاتے ہیں کسی حکم کے بغیر۔

اس نے پوچھا جنت کی چابیاں سونے کی ہیں یا چاندی کی۔ آپ نے فرمایا جنت کی چابی
بندے کا زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔

راہب کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا وہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ ایمان لے آیا۔

۶۔ آپ سے یقین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ انسان اللہ پر توکل کرے
اور اللہ کے سامنے تسلیم خم کر دے، اللہ کی قضاء و فیصلہ پر راضی ہو اور اپنا معاملہ اللہ کے
سپرد کر دے۔

۷۔ آپ سے اللہ کے معنی کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ جو ہر چھوٹی بڑی
چیز پر کنٹرول اور غلبہ رکھتا ہے۔

۸۔ المناقب ۲/۲۷۴

۹۔ تحف العقول ۹۹

۱۰۔ الامام نوینی بن جعفر ۲/۱۳۲ از اصول کافی ۱۱۵

۸۔ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا، جس نے قسم کھائی تھی کہ میں مال کثیر صدقہ کر دوں گا تو وہ کیا صدقہ کرے۔

آپ نے فرمایا قسم کھانے والا اگر بھڑکریوں کا مالک ہے تو چور اسی بکریاں صدقے میں دے اگر وہ اونٹوں کا مالک ہے تو چور اسی اونٹ صدقہ دے۔ اگر درہم کا مالک ہے تو چور اسی درہم دے اس پر دلیل خداوند تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

وَلَمَّا نَصَرَ كَدُّ اللَّهِ فِي صِوَاظِنِ كَثِيرَةٍ

اور خدا نے مختاری بہت سے صواظن اور موقعوں پر مدد کی ہم نے رسول اللہ کے مدد کیے جانے کے موقع شمار کیے تو وہ چور اسی نکلے۔ ۹۔ آپ سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے ایک میت کی قبر اکھاڑی اور مڑے کا سر کاٹ لیا اور اس کا کفن اٹا لیا۔

آپ نے فرمایا چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ اس نے ایک محفوظ جگہ سے کفن چرایا ہے۔ اور سودینار کا ملزم اس کو قرار دیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس نے مڑے کا سر کاٹا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مڑہ بچے کے ماں کے شکم میں ہونے کے مثل ہے۔ اس سے پہلے کہ اس میں روح بھونکی جائے ۱۰۔ آپ سے ابو احمد خراسانی نے سوال کیا کہ کفر پہلے ہے یا شرک، آپ نے فرمایا تجھ کو اس سے کیا کام۔ میں نے سب سے اوپر لوگوں سے اسی باتیں کرتے پہلے نہیں دیکھا۔

ابو احمد نے لگا مجھے ہشام بن حکم نے حکم دیا ہے کہ یہ سوال آپ سے کروں۔ آپ نے فرمایا تو اس سے کہو کہ کفر پہلے ہے۔ سب سے پہلے جس نے کفر اختیار کیا وہ ابلیس ہے۔

ابنِ دُاسْتَكْبَرِ دُكَانٍ مِنَ الْكَافِرِينَ

اس نے انکار کیا، تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

کفر ایک ہی چیز ہے، شرک ایک کو ثابت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے غیر کو

شریک کرتا ہے۔

۱۱۔ مارون رشید کے پاس انصار میں سے ایک شخص نفع نامی آیا۔ یہ پہلی روایات سے امتیاز رکھتا تھا۔ یہ مارون رشید کے دروازے پر آیا۔ اسی کے ساتھ عبدالعزیز بن عمر بن عبد العزیز بھی پہنچے حضرت موسیٰ بن جعفر بھی اپنی سواری پر تشریف لائے۔ حاجب نے جب آپ کا عزت و احترام سے استقبال کیا جو لوگ وہاں موجود تھے انھوں نے بھی بڑھ کر آپ کی تعظیم و تکریم کی۔ حاجب نے فوراً آپ کے لیے اجلات لی۔

نفع نے عبدالعزیز سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ اس نے کہا کیا تم نہیں جانتے، یہ آل ابوطالب کے بزرگ موسیٰ بن جعفر ہیں۔

نفع کہنے لگا کہ میں نے ان لوگوں سے زیادہ حبیب کوئی نہیں دیکھا۔ یہ سلوک وہ ایسے شخص سے کرتے ہیں کہ اگر اس کو ان کو تخت سے اتارنے کی نڈت مل جائے تو اتار دے۔ دیکھنا جب یہ باہر آئیں گے تو میں ان سے کیسا سلوک کرتا ہوں۔

عبدالعزیز کہنے لگا کہ ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ ایسے اہل بیت ہیں (یعنی ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں) کہ جب بھی کسی نے ان سے خطاب میں گستاخی کی ہے اور ستلایا ہے تو یہ جواب میں ایسی بات کہہ دیتے ہیں جس کی عار رہتی دنیا تک باقی رہتی ہے۔

بہر حال جب حضرت موسیٰ باہر تشریف لائے تو نفع اٹھ کر آگے آیا اور آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر کہنے لگا کہ تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا: اے شخص اگر تو نسب کے بارے میں پوچھتا ہے تو میں اللہ کے حبیب محمد بن اسماعیل ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ کا فرزند ہوں۔

اگر تو شر کے متعلق سوال کرتا ہے تو وہ وہی شر ہے کہ جس کی طرف اللہ عزوجل نے جمع کیے جانا تمام مسلمانوں پر اور تجھ پر اگر تو ان میں سے ہے، فرض کیا ہے۔

اگر تو فخر و مباہلات چاہتا ہے تو بخدا میری قوم کے مشرک راضی نہیں ہوئے کہ تیری قوم کے

مشرک ان کے کفو اور ہم پلہ قرار پائیں۔ حتیٰ کہ انھوں نے کہا کہ اے محمد! قریش میں سے ہمارے
کفو اور ہم پلہ افراد کو میدان میں نکالیں، سواری کا راستہ چھوڑ دے۔ اس نے سواری کی باگ
چھوڑ دی۔ اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا اور ذلیل و رسوا خاموش کھڑا تھا۔ عبدالعزیز نے اس سے کہا
کہ میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا۔

۱۲۔ فضل بن ربیع سے روایت ہے کہ ہارون رشید حج کو گیا اور طواف شروع کیا۔ باقی مسلمانوں
کو طواف سے روک دیا گیا کہ تنہا آسانی طواف کر سکے۔ اسی دوران بیت اللہ میں ایک اعرابی آیا اور
اس نے بھی طواف شروع کر دیا۔ حاجب اور محافظ نے کہا کہ اے شخص خلیفہ کے سامنے سے سبٹ جا۔
اعرابی نے اس کو جھڑک دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ سب کو برابر قرار دیا ہے اور کہا

سواء العاکف فیہ والباد

یعنی اس میں تمہارا ہوا اور دیہاتی سب برابر ہیں

ہارون رشید نے حاجب کو روک دیا۔

چنانچہ جب ہارون رشید طواف کرتا تو اعرابی اس کے آگے طواف کرتا۔ ہارون رشید حجرِ اسود
کی طرف بڑھتا تو اس سے پہلے اعرابی بڑھ کر حجرِ اسود کا بوسہ لیتا۔ ہارون مقامِ ابراہیم کی طرف نماز کیلئے
آیا تو اعرابی نے اس سے پہلے آگے بڑھ کر نماز پڑھی۔

ہارون نماز سے فارغ ہوا اعرابی کو بل بھیجا۔ حاجب آیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین کے بلاوے
کو قبول کرو۔ اعرابی نے کہا کہ مجھے تو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ ہاں
اس کو ضرورت ہو تو وہ میرے پاس آ سکتا ہے۔

ہارون نے کہا اس نے سچ کہا ہے۔ چنانچہ ہارون اس کے پاس گیا اور سلام کیا۔ اس نے سلام
کا جواب دیا۔ ہارون نے کہا اے اعرابی میں یہاں بیٹھ جاؤں۔ اس نے جواب دیا یہ جگہ میری نہیں ہے۔
کہ تو مجھ سے یہاں بیٹھنے کی ہزارت مانگے یہ اللہ کا گھر ہے جس نے اپنے بندوں کے لیے قائم کیا ہے،
اگر چاہتا ہے تو بیٹھ جا اور واپس جانا چاہتا ہے تو واپس چاہنا۔

مارون بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ واسے ہو تجھ پہ تو کون ہے؟ جواباً شاہوں سے منسوب ہوا ہے اور ان سے مکر لیتا ہے۔

اس نے جواب دیا: میں بہ بات سننے و تیار ہوں۔
مارون کہنے لگا: میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں اگر تو جواب نہ دے سکا تو میں تجھ کو ہزیت دوں گا۔

اس نے پوچھا تیرا یہ سوال متعظم اور طالب علم کی حیثیت سے یا نہ ف بحث و مجاہدہ کی خاطر ہے؟

مارون نے کہا کہ متعظم کی حیثیت سے سوال کرتا ہوں۔
جواب ملے تو مجھ پر اس طرح بیٹھ جس طرح سوال کرنے والوں کے سامنے بیٹھتا ہے جس سے وہ سوال کرتا ہے اور اس طرح سوال کر جو سوال کرنے کا سلیقہ اور نہایت ہے۔
مارون نے کہا کہ تیرے فرض کون کون سے ہیں۔
آپ نے فرمایا: خدا تجھ پر رحم کرے۔ فرض ایک ہے درپاٹ ہیں ورنہ وہ ہیں درپاٹ ہیں۔
اور چورانوے ہیں اور ایک سو تیرن ہیں۔

اور بارہ ہیں سے ایک ہے اور چالیس میں سے ایک ہے اور دو میں سے پانچ ہیں۔ ساری زندگی میں سے ایک ہے، ایک کے بدلے ایک ہے۔
فصل کہتا ہے کہ مارون رشید زور سے ہنسا اور کہنے لگا کہ میں تجھ سے تیرے فرض کے بارے میں پوچھتا ہوں اور تو میرے سامنے حساب کی گنتی کرنے لگتا ہے۔
کہنے لگے کہ تجھ کو اس کا پتہ نہیں کہ دین سارے کا سار حساب و کتاب ہے اگر سارا دین حساب کتاب نہ ہوتا تو خدا مخلوق سے حساب لینے کا تعبد نہ لیتا اور خداوت کیا ہے۔

وان متقال حبة من خردل تبہہ وکفا بنا حاسبین
اگر رائی کے دانے کے وزن کے برابر بھی ہوا تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کے لیے کافی ہیں۔

مارون کہنے لگا تو جو کچھ تو نے کہا ہے اس کی تفصیل بیان کر ورنہ میں صفا اور مردہ کے درمیان

تیرے قتل کا حکم دوں گا۔

حاجب کہنے لگا: اللہ اور اس کے مقام کے صدقے میں اس کو بخش دیجیے۔ اعرابی اس کی اس بات پر منہس دیا۔ ہارون نے دریافت کیا کہ آخر منہس کیوں؟
کہنے لگے تم دونوں پر تعجب کی وجہ سے کہ میں نہیں جانتا کہ تم دونوں میں سے زیادہ جاہل کون ہے وہ جو اس اجل کا حصہ چاہتا ہے جو آن پہنچی ہے یا وہ جو اس اجل میں تبدی چاہتا ہے۔ کہ جس کا وقت ابھی نہیں آیا۔

ہارون نے کہا کہ جو کچھ تو نے کہا اس کی تفصیل اور تشریح بیان کر۔
آپ نے کہا جب میں نے کہا کہ فرض ایک ہے تو دین اسلام سارے کا سارا ایک ہے، اور پانچ نمازیں ہیں، جن میں سترہ رکعتیں ہیں، جن میں ۲۲ سجدے ہیں، چورانوے تکبیریں ہیں اور ایک سو ترانے سبحیں ہیں۔

جب میں نے کہا کہ بارہ میں سے ایک ہے تو وہ بارہ مہینوں میں سے ایک ماہ رمضان کے روزے ہیں۔

چالیس میں سے ایک سے مراد یہ ہے کہ جو چالیس دینار کا مالک ہے اس پر خدا نے ایک دینار زکوٰۃ کے واجب کیے ہیں۔ دوسو میں سے پانچ ہیں تو جو دوسو درہم کا مالک ہے خدا نے اس پر پانچ درہم واجب کیے ہیں۔

ساری زندگی میں سے ایک ہے تو وہ حج ہے۔ ایک سے بدلے ایک سے مراد یہ ہے کہ جو شخص بغیر حق کے کسی کا خون بلمے تو واجب ہے کہ اس کا خون بہایا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ تَبَتُّوا﴾

النفس بالنفس

نفس کے بدلے نفس

انسان نے کج خدا تیرا نبھا کرے۔ یہ کہہ کر اس اعرابی کو ایک پھیلی دی۔ تو کہنے لگے کہ میں اس پھیلی کا کس طرح مستحق ہوا ہوں۔ گفت گور نے کی وجہ سے یا سوال کے جواب دینے کی وجہ سے۔

اس نے کہا گفتگو کرنے کی وجہ سے۔

آپ نے کہا کہ اب میں تجھ سے ایک سوال پوچھتا ہوں اگر تو نے اس کا جواب دیا تو تھیلی تیری ہو جائے گی تو چاہے تو اس مقام شریف میں عدت میں رہے۔ اراں کا جواب نہ دے کر
تو پھر اس تھیلی کے ساتھ ایک اور تھیلی کا اضافہ کرنا ہو گا۔ تاکہ کس رقم کو میں اپنی قوم اور قبیلے کے
فقراء پر تصدق کر دوں۔

مارون رشید نے ایک اور تھیلی مانگنے کا حکم دیا اور کہا جو چاہو سوال کرو۔

انھوں نے سوال کیا کہ مجھے چھپکلیوں کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کس چیز کو چکاتی ہیں یا دودھ

پلاتی ہیں؟

مارون غصے میں آگیا، کہنے لگا واسے بوجھ پر، اے اعرابی! ایسے مسے کون پوچھا کرتا ہے؟

انھوں نے کہا کہ میں نے اس سے مناسب کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص قوموں کا والی اور حاکم بنے اس کو ان سب کے حق میں عدل دی جاتی ہے تم

اس امت کے حاکم ہو لہذا ضروری ہے کہ تم سے تمھارے دین کے بارے میں اور فرائض اور وہیات کے بارے

میں سوال ہو تو تم جواب دے سکو، کیا تمھارے پاس اس کا جواب ہے۔

مارون رشید نے کہا خدا تم پر رحم کرے میرے پاس اس سوال کا جواب نہیں جو کچھ اس کی

تفصیل ہے وہ بیان کرو اور یہ دونوں تھیلیاں ملے لو۔

آپ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو اس نے زمین ہی سے بغیر گوبر اور

خون کے مٹی سے ایسے جانور پیدا کیے ان کا رزق اور ان کی زندگی اسی سے قرار دی۔ جب بچہ

شکم مادر سے الگ ہوتا ہے تو ماں نہ اس کو دانہ چکاتی ہے اور نہ ہی دودھ پلاتی ہے۔ ان کی زندگی

مٹی میں ہوتی ہے۔

مارون نے کہا: خدا کی قسم کوئی شخص ایسے مسائل میں نہیں اٹھا۔

اعرابی نے دونوں تھیلیاں لیں اور چلا گیا۔ لوگ اس کے پیچھے گئے اور نام پوچھا تو پتہ چلا وہ

حضرت موسیٰ بن جعفر تھے۔

مارون کو اس کی خبر دی گئی تو کہنے لگا: خدا کی قسم! اس قسم کا پتہ اسی درخت کا

ہونا چاہیے۔

۱۲۔ آپ کے سامنے کچھ ایسے لوگوں کا ذکر ہوا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پچلے آسمان کی طرف اترتا ہے آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نہ تو اترتا ہے اور نہ ہی اترنے کا محتاج ہے بلکہ دوسری ساری چیزیں اس کی محتاج ہیں اس کا منظر قُرب و بعد میں برابر ہے کوئی بعید اس سے بعید نہیں نہ ہی کوئی قریب اس سے قریب ہے۔

وہ صاحب احسان و بخشش ہے کوئی معبود نہیں بجز اس کے وہ غالب اور حکیم ہے۔

اس کے اوصاف بیان کرنے والوں کا یہ قول کہ وہ اترتا ہے تو یہ بات اللہ کے بارے میں وہ کہتا ہے جو کس کی طرف نفس یا زیادتی کی نسبت دیتا ہے۔ اس لیے کہ ہر تحریک اس کا محتاج ہے جو اس کو حرکت دے یہ جس کی وجہ سے وہ حرکت میں آئے۔

جو اللہ کے بارے میں یہ گمان کرے وہ یقیناً ہلک بوار خدا کی صفات کے بارے میں اس سے چارم ہے، کسی نہ تک محدود کرد و کسی نفس یا زیادتی کے ساتھ یا تحک و تحریک اور زوال اور اُترنے، اٹھنے اور بیٹھنے کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ اجل و زیادہ مزین و غالب ہے وصف کرنے والوں کی عظمت اور وہم و خیال کرنے والوں کے توہمات سے۔

۱۳۔ ابوہریرہ بن قیس کی روایت ہے کہ میں نے امام مٹا کو یہ کہتے سنا کہ میرے والد سے سوال کیا گیا کہ خدا نے اس چیز سے منع کیا ہے جس کا اس نے حکم دیا ہے۔ کیا اس سے بھی کسی نے نہیں کہا اس نے ردہ کیا ہے۔

یہ اس نے اس چیز پر عزت کی ہے جس کا وہ ردہ نہیں کرتا۔

آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کا کیا اللہ نے کس چیز سے منع کیا ہے کہ جس کا حکم دیا ہے تو یہ جاننا نہیں ہے کہ جو کچھ بتاؤ وہ نہیں دیکھ کے جس کے منع کرتا۔ اگر منع کیا ہوتا تو اسکو

مغذو سمجھتا اور اسے لعنت نہ کرتا۔

یہ سوال کہ کیا اس نے اس چیز سے منع کیا ہے کہ جسے اس نے چاہا ہے تو یہ بھی جائز نہیں ہے اگر یہ جائز ہوتا تو پھر جب آدمؑ کو درخت سے کھانے سے منع کیا تھا۔ تو ان سے کھانے کا ارادہ کیا تھا۔ اگر ان سے کھانے کا ارادہ کیا تھا تو پھر کتب کے پتے کیوں پکارتے ہیں۔

دعویٰ آدم ربہ فغوی

خدا تعالیٰ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک چیز کا حکم دے اور اس کے برعکس چاہتا ہو۔ یہ سوال کہ کیا اس نے امانت کی ہے اس پر جس کا ارادہ نہیں کیا، تو یہ بھی جائز نہیں اللہ تعالیٰ اس سے اجل اور ارفع ہے کہ وہ انبیاء کو قتل کرنے اور ان کی تکذیب اور حسین بن علیؑ علیہ السلام اور ان کی بافضیلت اولاد کے قتل پر امانت کرے اور وہ کس طرح اس چیز پر امانت کر سکتا ہے جس کو چاہتا نہیں حالانکہ اس نے اپنے مخالفین کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے اور ان کو اس کی اطاعت کی تکذیب اور جھٹلانے اور اس کی مخالفت کے ارتکاب پر لعنت کی ہے اگر جائز ہوتا کہ وہ امانت کرے اس چیز پر کہ جس کو نہیں چاہتا تو پھر اس نے فرعون کی اس کے کفر اور اس دعویٰ کرنے پر کہ وہ عالمین کا پروردگار ہے، امانت کی جوتی۔

کیا تو سمجھتا ہے کہ خدا نے فرعون سے یہ چاہا تھا کہ وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے ایسی بات کرنے والے کو توبہ کرانی چاہیے پس وہ اگر خدا پر چھوٹ بولنے کی وجہ سے توبہ کرے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی گردن اڑادی جائے یہ

۱۵۔ مہدی عباسی نے حج کیا جب لوگ فتنی العبادی کے مقام پر پہنچے تو پیاس سے چیخ اٹھے مہدی نے حکم دیا کہ کنواں کھودا جائے۔ کنوئیں کی کھدائی کے دوران زمین سے ایسی گیس نکلی کہ لوگ کام چھوڑ کر اوپر آگئے۔

علی بن یقظین نے کام کرنے والوں کو زیادہ رقم کی ترغیب دی وہ دوبارہ اترے۔ کچھ دیر کے بعد وہ بہت زیادہ گھبرائے ہوئے نکلے کہ ان کے رنگ اڑے ہوئے تھے علی نے ان سے ماجرا دریافت کیا

توان لوگوں نے کہا کہ نیچے ہم نے کچھ آثارِ قدیمہ اور مالِ اسباب اور مرد اور عورتیں دیکھی ہیں جب ہم ان میں سے کسی چیز کی طرف اشارہ کرتے تو وہ چیز راکھ ہو جاتی۔

ممدی اس بارے میں لوگوں سے دریافت کرنے لگا لیکن کوئی کچھ نہ بتا سکا۔

موسیٰ بن جعفر نے فرمایا کہ یہ اصحاب الاحقاف ہیں جن پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا اور وہ اپنے گھروں سمیت زمین میں دھنس گئے۔

۱۶۔ آپ سے ہارون رشید نے سوال کیا کہ آپ حضرات کو ہم پر کیوں فضیلت دی گئی ہے۔ جب کہ ہم اور آپ ایک ہی شجرہ سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں۔ ہم اور آپ ایک ہیں۔ ہم عباس کی اولاد اور آپ ابوطالب کی اولاد۔ وہ دونوں رسول اللہ کے چچا تھے اور دونوں کی آپ سے قرابت برابر کی تھی۔

آپ نے جواب دیا ہم زیادہ قریبی ہیں۔ ہارون نے پوچھا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ اور ابوطالب ایک ماں باپ کی اولاد تھے۔ جب کہ عباس، عبد اللہ اور ابوطالب کی والدہ سے نہیں تھے۔ ہارون نے کہا کہ آپ حضرات کس طرح دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نبی کریم کے وارث ہیں۔ چچا، چچا زاد بھائی کے لیے میراث سے مانع ہوتا ہے۔ ابوطالب تو پہلے فوت ہو گئے تھے اور عباس آنحضرت کے چچا زندہ تھے۔

آپ نے فرمایا اگر مسلمانوں کے امیر کی رائے ہو تو مجھے اس مسئلے سے معاف رکھے اس کے علاوہ جو چاہے سوال کرے۔ وہ کہنے لگا نہیں آپ اس کا جواب ضرور دیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر مجھے جان کی امان دے۔ ہارون نے کہا گفتگو سے پہلے ہی امان دے چکا ہوں۔

آپ نے فرمایا حضرت علی بن ابی طالب کا ارشاد ہے کہ صلیبی اولاد کے ہوتے ہوئے وہ مذکر ہو یا مؤنث کسی دوسرے کا کوئی حق میراث میں سے نہیں بن سکتا مگر ماں باپ، زوج یا زوجہ اور چچا کے لیے۔ صلیبی اولاد کے ہوتے ہوئے کوئی میراث نہیں بن سکتا کتاب عزیز نے یہ کہا ہے اور نہ سنت نے۔

یہ بنی تیم و مدی اور بنی امیہ نے کہا کہ چپ باب کتاب بنی کی بنی بنی بنی
حقیقت یا رسول اللہ کی حدیث کے۔

وہ علماء جو حضرت علیؑ کے قول پر ہیں ان کے فیصلے ان لوگوں کے فیصلے کے خلاف ہیں۔ فون
بن دراج اس مسئلے میں حضرت علیؑ کے قول کا قول ہے اور اسی کے مطابق اس نے فیصلہ کیا ہے
اس کو حضرت علیؑ نے دو شہروں کو فہ اور ابجد کا حکم بنایا اور اس نے فیصلہ کیا۔
چنانچہ ہارون نے ان لوگوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جو اس قول کے خلاف تھے مثلاً یونان
ثوری، ابراہیم مازنی، اور فضیل بن عیاض انہوں نے گواہی دی کہ اس مسئلے میں حضرت علیؑ کا
یہی قول ہے۔

ہارون نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں نہیں فتویٰ دیتے۔ جب کہ نوح بن دراج نے یہ
فیصلہ کیا تھا۔

انہوں نے جواب دیا کہ نوح نے جرأت کی اور تم نے بزدلی سے کام لیا۔
قداء نامہ کے قول کے مطابق یہ مؤمنین کے اس فیصلے کو افساد کیا بنی کریمؐ نے
فرمایا: تم میں سے سب سے بڑا قاتل علیؑ ہے۔

عمر خطاب نے کہا کہ علیؑ اقصادنا — علیؑ ہم میں سب سے بڑے قاتل ہیں۔
یہ ایک جامع نام اور صفت ہے ساری وہ تعریفیں جو پیغمبرؐ نے اپنے اصحاب کی کی ہیں، جیسے
قرابت، فراغ اور علم وہ سب قفادت میں داخل ہیں۔
ہارون نے کہا: مجھے مزید کچھ بتائیں۔ آپ نے فرمایا مجھ اس باتیں ہیں، خصوصاً تیری مجلس
اس نے کہا کوئی بات نہیں۔

آپ نے فرمایا بنی اکرمؐ نے کسی کو وارث نہیں بنایا جب تک اس نے ہجرت نہیں کی۔ نہ ہی
اس کے لیے کوئی ولایت ثابت کی ہے جب تک ہجرت نہ کرے۔
ہارون نے کہا کہ اس سلسلے میں آپ کی دلیل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ
کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يهاجروا مَا كَانَ مِنْ دَلِيلِهِمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّىٰ يهاجروا

ترجہ ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی وہ تمہاری ولایت میں سے کچھ نہیں رکھتے جب تک ہجرت نہ کریں۔

اور چپ عباس نے ہجرت نہیں کی۔

بارون نے کہا اے موسیٰ کیا آپ نے ہمارے دشمنوں میں سے کسی کو یہ فتویٰ دیا ہے یا فقہاء میں سے کسی کو اس مسئلہ میں کوئی بات بتائی ہے۔

آپ نے فرمایا خدا گواہ ہے کہ میں مسلمانوں کے امیر کے علاوہ کسی نے مجھ سے یہ سوال کیا بھی نہیں ہے۔

۱۔ علی بن یقینین کہتے ہیں کہ مہدی عباسی نے ابوالحسن علیہ السلام سے شراب کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ کتاب اللہ عزوجل میں حرام کی گئی ہے کیونکہ لوگ اس کے بارے میں منی (اور منع کرنے) کو تو جانتے ہیں مگر اس کی حرمت کو نہیں جانتے۔

ابوالحسن نے فرمایا کہ ہاں یہ کتاب اللہ عزوجل میں حرام کی گئی ہے۔ مہدی عباسی نے پوچھا کس جگہ ذکر ہے۔

آپ نے فرمایا اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

انما حرم۔ بی نغو حش ما ظہر وما بطن ولا ثمر والبغی بغیر الحق
میرے پروردگار نے جو فواحش ظاہر یا باطن میں یا پھل یا ثمر کے بغیر لغات
کرنے کو حرام کیا ہے۔

خدا کا یہ ارشاد کہ ما ظہر مذہب (جو اس میں سے ظاہر ہے) سے مراد اعلانیہ زنا اور بدکاری
سب و زن جنہوں کو نصب زنا ہے جو زمانہ جاہلیت میں فاحشہ سوتیلی اپنے گھروں پر لگاتی تھیں۔

اللہ عزوجل کا یہ ارشاد "وما بطن" (اور جو چھپا ہوا ہے) سے مراد وہ ہیں جن سے باپ دادا
نکاح کریں۔ لوگ بغیہ کے باعث ہونے سے پہلے کوئی مہر تو اس کی بیوی سے بیٹا باپ کے بعد
شادی کر لیتا ہے۔ یہاں اس کی تفسیر یہ ہے کہ جو باپ کے بعد

چنانچہ اللہ عزوجل نے اس کو حرام کیا۔
اور "الاثم" (گناہ) تو یہی اجنبی شراب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی دوسری جگہ فرماتا ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا اِثْمٌ كَبِيرٌ
م سے شراب اور جوئے کے بارے میں لوگ سوال کرتے ہیں کہہ دیں کہ ان میں
بہت بڑا گناہ ہے۔

کتاب اللہ میں "الاثم" (گناہ) سے مراد شراب و رُخوآ ہے ان دونوں کا بہت بڑا گناہ
ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

مہدی نے کہا اے علی بن یقین بخدا یہ باثمی فتویٰ ہے۔
علی بن یقین نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آپ نے سچ کہا۔ حسب اس خدا کی جس نے یہ
علم آپ اہل بیت سے خارج نہیں کیا۔

علی کہتے ہیں کہ مہدی صبر نہ کر سکتا اور کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا ہے "اے رافضی" نے

آپ کی دعائیں

آئمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام بہت سی خوبیوں اور محاسن میں منفرد ہیں۔ دوسرے ان خوبیوں میں ان کے ساتھ شریک نہیں۔ وہ مکرم اخلاق و کردار میں ممتاز ہیں اور سب سے الگ ہیں۔

ان کی دعائیں بھی دوسرے مسلمانوں سے ان کے امتیازات میں سے ہیں۔ اس میں صحابہ تابعین و باقی اسلاف ان کے ساتھ شریک نہیں۔ آپ میں سے ہر ایک سے بہت سی دعائیں منقول ہیں جن کو ہمارے علماء رضوان اللہ علیہم نے سینکڑوں صفحات میں کتابوں کی شکل میں جمع کیا ہے۔ درحقیقت ان بی بیستوں نے سب سے پہلے اس لب و لہجے کی تعلیم دی ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے کہ بند اپنے مولا سبحانہ و تعالیٰ سے مخاطب ہو تو اس اور توسل سے اور اللہ جل شانہ کی طرف متوجہ ہو۔

اسی کتاب میں ”عبادت“ کے باب میں کچھ آپ کی دعائیں گزر چکی ہیں۔ بعض دوسری درج کی عبارتیں ہیں۔

۱۔ آپ کی ایک دعا ہے:

بسم اللہ، شہد ان لا الہ الا اللہ، واشہد ان محمدًا عبده
ورسوله، وان الاسلام کما وصف، وان الدین کما شرع، وان
الکتاب کما نزل، والقول کما حسدث، وان اللہ هو الحق المبین،
ومنوات اللہ وسلامہ علی محمد والہ أصبحت اللهم فی امانک

اسلمت اليك نفسي، ووجهت اليك وجهي، وفوضت اليك مدي
والعجات اليك فدهري، ورحمة منك، ورغبة اليك، يا منجي من
الا اليك امننت بكتابك الذي انزلت، ورسولك الذي ارسلت، اللهم اني
فقير اليك فارزقني بغير حساب، لك تزق من تساء، بغير حساب اللهم
اني اسالك الصيحات من الرزق، وترك المنكرات، وان تتوب علي ما
اني اسالك بكرامتك التي انت اعمها، وان تتجوز عن سوء ما عندى
بحسن ما عندك، وان تعطيني من جزيل عطائك افضل ما عطيتك احد من عبدي
اللهم اني اعوذ بك من ان يكون علي فتنة، ومن ولد يكون له مدد،
اللهم قد ترى مكاني، وتسمع دعائي، وتعلم حاجتي اسالك جميع
اسمائك ان تقضى لي كل حاجة من حوائج الدنيا والاخرة.

اللهم اني ادعوك دعاء عبد ضعف قوته، واشتدت فاقته، و
عظم جرمه، وقل عذره، وضعفت عمله، وداء من لا يجد لفاقته
سارا نيرك، ولا تضعفه عون اسوك، اسألك جوامع الخير وخواتمه،
وسوائقه، وفوايده، وجميع ذلك بدوام فضلك، واحسانك ومنك،
ورحمته فارحمني، واعتقني من النار، يا من كبس الارض على ماء،
ويا من سبك السماء بالهواء، ويا واحد قبل كل واحد، ويا واحد
بعد كل شيء، ويا من لا يعلم، ولا يدري، كيف هو، ويا من
لا يقدر قوته الا هو، يا من كل يوم هو في شأن يا من لا يشفده
شأن عن شأن، ويا غوث المستغيثين، يا صريح المكروبين،
ويا مجيب دعوة المضطرين، ويا رحمان الدنيا والاخرة و
رحيمها، رب رحمني رحمة لا تضلني، ولا تشقيني بعدد ابد،
انك حميد مجيد، وصلى الله على محمد وآله وسلم.

ترجمہ :- بسم اللہ - میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے عبد اور رسول ہیں۔ اسلام اسی طرح ہے جس طرح اس نے اس کی توصیف کی ہے دین اسی طرح ہے جیسے اس نے اسے تشریح کیا ہے۔ کتاب ویسی ہی ہے جیسی اس نے نازل کی ہے اس کی گفتگو ویسی ہے جس طرح اس نے بات کی ہے اللہ واضح حقیقت ہے اور اللہ کی صلوات اور سلام محمد اور ان کی آل پر۔

خدایا میں نے تیری امان میں صبح کی ہے (اور) اپنا نفس تیرے سپرد کیا ہے اپنا چہرہ تیری طرف موڑا ہے۔ اپنا معاملہ تجھے تفویض کیا ہے اپنی پشت کا سہارا تجھے قرار دیا ہے۔ تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری طرف مائل ہوتے ہوئے۔

تیرے علاوہ نہ کوئی ملجا و ماؤی ہے اور نہ تجھ سے نجات حاصل کرنے کی جگہ ہے۔

تیری اس کتاب پر ایمان رکھتا ہوں جو تو نے نازل فرمائی ہے اور تیرے اس رسول پر جن کو تو نے بھیجا ہے۔

خدایا میں تیرا محتاج و فقیر ہوں پس مجھے بغیر حساب کے دے تو ہی بے چارہ ہوں بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

خدایا! میں تجھ سے طہات کا رزق اور مُنکرات کے ترک کرنے کا سوال کرتا ہوں۔

پروردگار! تو میری توبہ قبول فرما۔

خدایا میں تجھ سے تیری اس کرامت کے بدلے سوال کرتا ہوں جس کا قابل ہے۔

پروردگار! تو درگزر کر اس برائی سے جو میرے پاس ہے اس خوبی کی بنا پر جو تیرے پاس ہے مجھے وہ زائد عطیہ عطا فرما جو تو نے اپنے بندوں میں

ان کو ملایا جو افضل ہیں۔

خدایا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس مال سے جو میرے لئے بامقصد
اور آزمائش ہو۔ اور اس اولاد سے جو میری دشمن ہو۔

خدایا تو میری بندہ کو دیکھ رہا ہے، میری دعا، میری بات کو سن رہا
ہے میری حاجت کو تو جانتا ہے۔

میں تجھ سے تیرے تمام اسماؤ کے بعدتے سوال کرتا ہوں کہ تو میری تمام
دنیا اور آخرت کی حاجات کو پورا کر دے۔

خدایا میں تجھ سے اس بندے جیسی دعا کرتا ہوں جو ضعیف و کمزور ہے
اور اس کی حاجت شدید ہے اس کا جرم عظیم ہے اس کے پاس
عذر کم ہے۔ اس کا عمل کمزور ہے، اس شخص کی جیسی دعا جو تیرے
سوا کسی کو اپنے فقر و فاقہ کو ختم کرنے والا، اور تیرے سوا اپنی کمزوری
پر کسی کو مددگار نہیں پاتا۔

خدایا میں تجھ سے خیر کے جوامع، اس کے خواہم اور اس کے سوائے
اور اس کے فوائد کا سوال کرتا ہوں یہ سب کچھ تیرے فضل، تیرے
احسان اور تیری رحمت کے دوام کے ساتھ۔

پس مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے۔ اے وہ
ذات جس نے زمین کو پانی پر بچھایا۔ اے وہ جس نے آسمان کو موز
فضا میں بلند کیا۔ اے وہ جو ہر ایک سے پہلے ایک ہے۔ اے وہ
جو ہر چیز کے بعد ایک ہے۔ اے وہ جس کو کوئی نہیں معلوم کر سکتا اور
نہ جان سکتا ہے کہ وہ کس طرح ہے بجز خود اس کے۔ اے وہ جس کی
قدر کا اندازہ خود اس کے عدوہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ اے وہ جو ہر دن
ایک نئی شان میں ہے اے وہ جس کو ایک شان و حالت دوسری
شان و حالت سے مشغول نہیں رکھ سکتی۔

اے فریاد کرنے والوں کے فریادوں کے، اے مصیبت زدوں کی چیخ و پکار سننے والے، اے مضطر و مجبوروں کی دعا قبول کرنے والے، اے دنیا و آخرت کے جن درحیم، اے پروردگار! مجھ پر ایسی رحمت فرما جس میں تو مجھے گمراہ نہ ہونے دے۔ اس کے بعد مجھے کبھی بھی بدبختی کا شکار نہ ہونے دے۔

تو لائقِ حمد اور لائقِ مجد و بزرگی ہے
اللہ درود و سلام ہو محمدؐ اور ان کی آل پر ؑ

۲۔ محمد بن سلیمان کے ذریعے اس کے والد نے روایت ہے کہ میں (سلیمان) ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ کے ساتھ ان کے بعض اہلک پر گیا آپ وہاں نمازِ ظہر تک رہے۔ جب اس کام سے فارغ ہوئے تو آپ سجدے میں گر پڑے اور میں نے آپ کو آنسو سے ڈبڑبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ غمزہ آواز میں کہتے سنا۔

رب عصیتک بلسانی ولوشئت وعزتک لاخرستنی، وعصیتک ببصری ولوشئت وعزتک لکمھتنی، وعصیتک بسعی ولوشئت وعزتک اصمتنی، وعصیتک بیدی ولوشئت وعزتک لکنعتنی، وعصیتک برجلی ولوشئت وعزتک لجذمتنی وعصیتک بفرجی ولوشئت وعزتک لعقمتنی، وعصیتک جمیع جوارحی، التي انعت بہا علی، ولیس هذا جزاؤک منی۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک بزرگ مرتبہ شہادہ کیا کہ آپ العفو، العفو کہہ رہے تھے۔ پھر آپ نے اپنا دایاں رخسار زمین پر رکھ دیا۔ اور میں نے آپ کو غمگین آواز میں کہتے سنا۔

بؤت اليك بذنبي، عملت سوء وظلمت نفسي فاغفر لي.

فانه لا يغفر الذنوب غيرك يا مولاي يا مولاي.

میں تیری طرف گناہ سے ٹوٹا۔ میں نے بُرا کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے
کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔

اے میرے مولانا! اے میرے مولانا! یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر بائیں رخسار زمین پر رکھ
دیا اور آپ کہنے لگے:

ارحم من اساء واقترب، و استكن واعترف

اس پر رحم فرما جس نے برائی کی اور زیادہ برائی کی اور جب ذلیل و خوار ہوا، تو
اعتراف گناہ کیا۔

تین مرتبہ کہا اور پھر سر اٹھایا

۳۲ آپ کی دعا ہے:

يا سابق كل فوت. يا سامع كل صوت. قوی او خفی،

يا محي النفوس بعد الموت، لا تفشاك الظلمات الحندسية،

ولا تسابه عليك اللغات المختلفة، ولا يشغلك شئ عن شئ،

يا من لا يشغله دعوة داع دعاء من السماء يا من له عند كل

شئ من خلقه سمع سامع، وبصر نافذ يا من لا تغلظه كثرة

المسائل، ولا يجرمه الحاح الملحين، يا حي حين لا حي

في ديمومة ملكه وبقائه. يا من سكن العلی، واحتجب

عن خلقه بنوره. يا من اشرقت لنوره دجا الظلم، اسالك

باسمك الواحد الاحد، الفرد الصمد الذي هو من جميع

اركانك صل على محمد واهل بيته.

ترجمہ: اے ہر فوت ہو جانے والی اور نکل جانے والی چیز سے پہلے۔ اے ہر آواز کے سننے والے، وہ آواز قومی ہو یا خفی، اے نفسوں کو موت کے بعد زندہ کرنے والے، تجھے تاریک اندھیرے نہیں چھپا سکتے۔ مختلف زبانیں تجھ پر اشتباہ نہیں کرتیں۔ کوئی چیز تجھ کو دوسری چیز سے مشغول نہیں رکھتی۔ اے وہ جس کو کسی پکارنے والے کی آسمان میں پکار مشغول نہیں رکھتی اے وہ جس کے لیے اپنی مخلوق میں سے ہر چیز کے پاس سننے والی سماعت اور آواز پر دیکھنے والی بصارت ہے۔

اے وہ جس کو مسائل کی کثرت مغالطے میں نہیں ڈالتی نہ اصرار کرنیوالوں کا اصرار جس کو طوائف رنجیدہ کرتا ہے۔ اے وہ زندہ جس کے ملک کے دوام بقا میں کوئی زندہ نہیں۔

اے وہ جو بند یوں میں رہتا ہے اور اپنے نور کی وجہ سے اپنی مخلوق سے پوشیدہ ہے۔

اسدہ جس کے نور سے تاریکیاں بگمگم اٹھتی ہیں میں تجھ سے واحد اور اند اور فرز اور محمد نام کے ذریعے جو تیرے تمام ارکان میں سے ہیں۔ سوال کرتا ہوں کہ محمد وآل محمد پر رحمت و صلوات کا نزول فرما۔

پھر انسان اپنی مہمات کے بارے میں سوال کرے یہ

۴۔ آپ کی دعائے قنوت:

یا مفزع الفناء، و ما من النہائے، و معصۃ الطامع و ملجأ الضارع،
یا غوث المہمان، و ماوی العیوان، و مروی الظمان، و مشیع الجوعان،
و کامی العریان، و حاضر کل مکان، بلا درک ولا عیان، ولا صفة
ابطان عنوت لانہام و ضلت لامہام عن موافقہ صفة دابة من الہام،

فضلاً عن الاجرام العظام مما نشأت بحجاب العظمتك واني يتفقد الى باور،
 ذلك بما لا يرام تقدست يا قدوس عن الظنون والحدوس وانت الملك
 القدوس باري الاجسام والنفوس. ومنخر العظام، ومميت الانام و
 معيدها بعد الفناء والمطميس. اسئلك يا ذالقدرة وعلا ولعل وانشاء ان تصلي
 على محمد واله اولى النهي وامحل لا وفي ومقام الاعلى وان تعجل ما قد تاجل
 وتقدم ما قد تاخرو تاقي بما قد اوجبت ثباته وتقرّب ما قد تاخرفي النفوس
 الحاصرة اوانه، وتكشفت البأس وسوء البأس. وغور في الوسوس الخناس
 في صدور الناس، صدور الناس. وتكفيننا ما قدره حقنا. وتصرف عننا قدره
 وتبادر اصطلام الظالمين، ونصر المؤمنين. وادلة من لمعاندين عيّن رب العالمين

ترجمہ: اے گہرائے بوئے کی بجائے پناہ! اے پریشان کی جائے امن، اے
 طمع اور لالچ رکھنے والے کی طمع کی جگہ اور تضرع اور زاری کرنے والوں کی
 ملجاء، اے دکھی کے فریادرس اور حیران و سرگرداں کے ماوی۔ اے
 پیاسے کو سیراب کرنے والے، بھوکے کو سیر کرنے والے، برسبہ کو
 لباس پہنانے والے۔

کسی کے ادراک کیے اور دیکھے بغیر اے ہر جگہ حاضر اور کسی صفت اور
 پوشیدہ ہوئے بغیر۔

کیڑے مکوڑوں میں سے کسی جاندار کی پوری تعریف کرنے سے فہم عاجز
 ہیں اور ذہن گم ہیں۔ وہ بڑے بڑے اجرام فلکی تک کہیں پہنچ سکتے
 ہیں انھوں نے تیری عظمت کے لیے حجاب پیدا کیے ہیں ان کے آگے
 کا تو قصہ و ارادہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

تو منزہ اور پاک ہے اور گمانوں اور قیاس آرائیوں سے پاک اور منزہ۔

تو مقدس شہنشاہ ہے، جسموں اور نفسوں کو پیدا کرنے والا، ہڈیوں کو بوسیدہ، لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والا، ان کو فنا ہو جانے اور مٹ جانے کے بعد واپس لوٹانے والا۔

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے صاحبِ قدرت، بلند عزت اور ثنا و حمد کے لائق کہ محمدؐ اور ان کی آل پر درود بھیج جو صاحبانِ عقل و خرد اور زیادہ صحیح منصب اور اعلیٰ مقام والے ہیں۔

اے جلدی کر دے جو دیر میں ہے اے مقدم کر دے جو مؤخر ہے اس کو لے آ جس کو ثابت کرنا تو ضروری سمجھتا ہے۔ اس کو قریب کر دے جو ان نفوس میں مؤخر ہے جن کا وقت محدود ہے۔ شدت کو دور کر دے لوگوں کے سینوں سے خناس کے دوسوں کو دور کر دے۔

ہماری کفایت کر ان باتوں میں جنہوں نے ہم کو گھیر رکھا ہے ہم سے دور کر دے جن کے ہم متکب ہوئے ہیں۔

ظالموں کے ظلم کے روکنے اور مومنین کی نصرت کرنے اور معاندین (خود سہروں) کی حکومت و سلطنت کو منتقل کرنے میں جلدی فرما۔

آمین یا رب العالمین

۵۔ آپ کی دعا۔

توکلنت علی الحي الذي لا يموت، وتحصنت بذی العزة والجبروت، واستعنت بذی الکبرياء والملكوت، موالي استسلمت اليك فلا تسلمني، وتوكلت عليك فلا تحذلتني، ولجأت الى ظنك البسيط فلا تطرحني، انت المطلب، واليك المهرب، تعلم ما اخفي وما اعلن، وتعلم خائنة الاعين وما تخفي الصدور، فامسك عني اللهم ايدى الظالمين، من الجن والانس اجمعين، واشفني يا ارحم الراحمين۔

میں اس زندہ پر توکل کرتا ہوں جو متا نہیں۔ اپنے آپ کو صاحبِ مانت
جبروت کی مخالفت میں دیتا ہوں۔ صاحبِ باری و مانت سے مانت
پا جاتا ہوں۔

میرے دلا میں تیری سپردگی چاہتا ہوں تو مجھے کسی کے سپرد نہ کرنا۔ میں
تجھ پر توکل کرتا ہوں تو مجھے تنہا نہ چھوڑنا۔

تیرے وسیع سایے کی پناہ لیت ہوں مجھے ہمد نہ کر دینا۔ تویٰ محبوب
سے تیری ہی طرف بھاگ کر آنا ہے۔

اے وہ جو اس کو جانتا ہے جس کو میں چھپاتا ہوں اور مدنیہ کرتا ہوں۔
تو خیانت کرنیوالی آنکھوں اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے اس کو جانتا ہے
خدا یا! مجھ سے ظالموں کے ہاتھ روک لے خواہ جن وانس میں سے ہوں
مجھے شفا بخش دے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

۶۔ آپ کی دعا

یا اللہ یا اللہ یا اللہ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَنْ حَقُّهُ عَلَيْكَ عَظِيمٌ اَنْ
تَصْلِيَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَاَنْ تَرْزُقْنِيْ اَعْمَلٌ بِمَا عَلِمْتَنِيْ
مِنْ مَعْرِفَةِ حَقِّكَ، وَاَنْ يَّبْسُطَ عَلَيَّ مَا حَظَرْتَ مِنْ رِزْقِكَ۔
یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ! میں تجھ سے اس کے حق کا واسطہ دے کر سول
کرتا ہوں جس کا حق تجھ پر بہت بڑا ہے کہ محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر درود
بھیج اور مجھے تو نے جو اپنے حق کی معرفت کا علم دیا ہے۔ اُس پر
عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ جو اپنا رزق تو نے مجھ سے روک رکھا
ہے اس میں وسعت دے دے۔

،۔ آپ کی وہ دعا جو آپ نے اپنے ایک صحابی کو قرض ادا کرنے کے بارے میں تعلیم فرمائی:۔

لهم اردد علي جميع خلقك مظالمهم التي قبلت. صغيرها
 وكبيرها في يسر منك وعافية، وما لم تبلغه قوتي ولم تسعه
 ذات يدي، ولم يقو عليه يدي، وبقيني، ونفسي، ناره عني
 من حزيل ما عندك. من فضلك ثم لا تخلف علي منه
 شيئاً. تقضيه من حسناقي يا رحم الراحمين. اشهد ان لا اله
 الا الله. وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله ﷺ.
 خدایا! تیری تمام مخلوق کے چھوٹے یا بڑے مظالم جو میری طرف ہیں
 ان کو اپنی کشتاں اور عافیت میں لوٹا دے۔

جن تک میری قوت نہیں پہنچتی میرا ان کی وسعت نہیں رکھتا، اس
 پر میرا بدن . میرا یقین اور میرا نفس قوت نہیں رکھتا ان کو اپنے عظیم فضل
 میں سے جو تیرے پاس ہے ادا فرما دے۔ اور اس میں سے کچھ بھی
 مجھ پر نہ رہنے دے کہ جو تو میری حسنات اور نیکیوں سے پورا کرے
 اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو وحدہ لا شریک
 ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے
 رسول ہیں۔

آپ کی دعاؤں کی قبولیت

آئمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بنی اُمیہ کی طویل بنام و غصب حکومت کے دور میں بڑے مصائب اور سختیوں میں زندگیاں گزاریں۔ ان کے بعد اُمیہ جو چلی تھی۔ کہ عباسی حکومت کے ہاتھوں ان سختیوں اور دشواریوں میں کمی ہوگی۔ اور ظلم و زیادتی اور اُمیہ دور کی اذیتوں سے چھٹکارا مل جائے گا۔

یہ خیال بلاوجہ نہیں تھا ان دونوں گھرانوں میں قریبی رشتہ داری تھی اور عباسی علویوں کے نام پر حکومت لے سکے تھے۔ ابوسلم خراسانی کے جھنڈے علویوں ہی کی نصرت کے نام سے آئے تھے اور ان ہی کے شہداء کے خون کا بدلہ لینے اور ان پر کیے گئے ظلم و ستم کا انتقام لینے بڑھے تھے۔ مگر جب عباسی برسرِ اقتدار آئے اور انھوں نے اپنی حکومت مستحکم کی تو معاملہ برعکس نکلا۔ یعنی عباسی حکومت تواتر کے ساتھ آئمہ اہل بیت علیہم السلام کو قید کرنے، جلاوطن کرنے اور قتل کرنے پر مستعد ہو گئی۔ ان کی حکمرانی کا زمانہ بنی اُمیہ کے مقابلے میں آئمہ اہل بیت علیہم السلام پر زیادہ سخت تھا۔

تَا اللّٰہ مَا فَعَلْتَ عَلُوۡجِ اُمَیَہ مَعۡشَرَ مَا فَعَلْتَ بَنُوۡا الْعَبَّاسِ

خدا کی قسم بنی اُمیہ کے سرکشوں نے اس کا عشرِ عشر بھی نہیں کیا۔ جو کچھ بنی عباس کے ہاتھوں ہوا۔

آئمہ اطہار علیہم السلام نے ان ظلم و ستم کرنے والوں کو کبھی بددعا نہیں دی آپاسی وقت بددعا دینے پر مجبور ہوئے جب ظلم و جور کی انتہا ہو گئی اور اس کی شدت اپنی آخری حد پر پہنچ گئی۔

آگے، کلمات علماء و عظماء کے باب میں وہ خط آپ کی نظر سے گزرے گا جو عیسیٰ بن جعفر نے، جس کے پاس امام قید تھے۔ ہارون رشید کو لکھا تھا۔ اس خط میں تھا کہ میں نے کچھ لوگ مقرر کیے ہیں جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی دعاؤں تک کو سنتے ہیں۔ مگر انھوں نے کبھی تجھ پر یا ہم لوگوں کو بددعا نہیں دی۔ نہ کبھی ہمارا بُرا تذکرہ کیا۔

اس پس منظر میں اندازہ ہو سکتا ہے کہ پھر وہ کیسے موقع ہوتے ہوں گے۔ جب آپ حضرات ان ظالموں کو بددعا دینے پر مجبور ہو جاتے ہوں گے۔

ان صفات میں وہ بعض واقعات ذکر کیے جاتے ہیں۔ جو آپ کی دعا کی قبولیت کے سلسلے میں درج کیے گئے ہیں۔

۱۔ کتاب "نثر الدر" کا مصنف لکھتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر کاظمؑ کے سامنے ذکر ہوا کہ ہادی عباسی آپ کو شہید کرنے کا قصد رکھتا ہے۔ آپ نے اپنے گھر والوں اور عزیزوں سے پوچھا کہ تم لوگ اس سلسلے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ اس سے دُور چلے جائیں اور خود کو اس کی دسترس سے غائب کر لیں کیونکہ آپ اس کے شر سے مامون نہیں ہیں۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور کہا:

زعمت شخصینۃ ان متغلب رہا ولیغلب مغالب الغلاب
الغفل وعداوت رکھنے والی گمان کرتی ہے کہ وہ اپنے پروردگار پر غالب آجائے گی
حالانکہ وہ سب پر غالب آنے والوں پر بھی غالب ہے۔
پھر آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کیا:-

الہی کہ من عدو شحذ لی ضیۃ مدیتہ، ودان لی قوائل سومہ،
والہر تنم عنی عین حراستہ، فلما رایت ضعیفی عن حتم سال الفوادح
وعجزی عن کلمات الجونۃ صرفت ذلک عنی بحولک وقولک لا
بحولی وقولک والقیۃ فی الخفیۃ التي احتقرہا لی خیابا ماملہ فی
دنیاہ متباعد اعمار۔ جودہ فی اخرہ فلک الحمد علی قد بر ما
عممتنی فید نعمک، وما تولیتنی من جودک وکرمک۔ اللہم

فخذہ بقوتک . . . فللحدود عنی بقدرتک . واجعل لہ
 شغلاً فیما یلید . وعجراً بہ عما ینوید . اللهم وعدنی حینہ
 عدوۃ حاضریۃ تحون من غیبتی شفاء . ومن حتمی علیہ وفاء . .
 صل اللهم دعائی بالاجابة . ونظم شکایتی باستعبید و عرفہ عند تعالی ما
 وعدت بہ من الاجابة لعیدک مضطربین لک ذوالفضل عظیم ومن فہم
 ترجمہ : - خدایا کتنے دشمن ہیں مجھوں نے میرے لیے اپنی تیرے کی دھرتی کی .
 اور میرے لیے زہریا نی میں گھولے . تو تیری نگران آنکھ میری نگرانی سے
 غافل نہیں ہوئی جب تو نے مجھ سے مسیتوں اور سختیوں کو برداشت
 کرنے کا پارا نہ دیکھا اور میری کمزوری . نہ توانی اور میرے عفو و جود
 کو زخموں سے چور دیکھا تو اس کو میری طاقت و قوت سے نہیں بک
 اپنی قدرت و طاقت سے مجھ سے دور کر دیا . اس کو گڑھے میں پھینکا
 جو اس نے میرے لیے کھودا تھا وہ نا امید ہو گیا اس سے جس کی اس
 نے دنیا میں خواہش کی تھی . اور دور ہو گیا اس سے جس کی اس
 نے آخرت میں آرزو کی تھی .

تیرے لیے حمد و ثناء ہے اسی انداز میں کہ جس انداز میں تو نے اپنی نعمتیں
 مجھ پر عام کر دی ہیں اور جتنا کچھ کہ تو نے مجھے اپنے جود و کرم سے دیا .
 خدایا ! اس شخص کو اپنی قوت سے اپنی گرفت میں لے لے . اپنی قدرت
 سے اس کی تیز دھار کو کند کر دے اس کو ایسے شغل میں بجا دے جو اس کو
 اس چیز سے روک دے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے .

خدایا مجھے اس پر ابھی غلبہ دے جو میرے غیظ و غضب کے لیے شفا
 ہو اور میرے غصے کو ٹھنڈا کر دے .

خدایا ! میری دعا کو اجابت سے وصل کر دے اور قبول کر لے . میری
 شکایت کو عبرت میں پر دے .

جو تو نے اپنے منظر بندوں کو دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اس
کو جلد ظاہر کر دے۔ تو صاحب فضل عظیم اور بڑے احسان والا ہے۔
آپ کے عزیز رشتہ دار کچھ ہی مدت بعد دوبارہ اس خط کو پڑھنے جمع ہوئے جو موسیٰ کاظمؑ
کے پاس ہادی عباسی کی موت کی خبر کے بارے میں آیا تھا۔
اسی کے متعلق کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ :-

وساریۃ لہ تسرفی الارض تبتغی

محلہ ولم یقع بہا الارض قاطع

ترجمہ :- کتنے رات کو چلنے والے ہیں جو زمین میں کوئی جگہ تلاش کرنے کیلئے
نہیں چلتے اور نہ زمین کے سفر کو منقطع کرتی ہے۔

یہ ان اشعار میں سے ایک ہے جو قبولیت دعا کے بارے میں کہے گئے ہیں۔
۲۔ عبد اللہ بن علیؑ سے روایت ہے کہ ہم سے فضل بن ربیع کے ساتھی نے یہ واقعہ
بیان کیا۔

ایک رات میں پہلے بہتر پر کنیز کے ساتھ لیٹا تھا۔ آدمی رات کے قریب مسرور کبیر میری خواب گاہ
دروازہ کھول کر داخل ہوا اور نبیر سام کے کہنے لگا کہ بارون رشید نے بلایا ہے۔

میں یہ دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوا کہ بغیر اجازت کے رات میں داخل ہونا اور سلام نہ کرنا کچھ اچھی عادت
نہیں یہ تو قتل کے آثار معلوم ہوتے ہیں مجھ میں اتنی بھی ہمت نہ ہوئی کہ اس سے غسل کی مہلت مانگ لوں
کنیز نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا کہ اللہ عزوجل پر توکل کرو اور کھڑے ہو جاؤ میں نے کپڑے پہنے اور
اس کے ساتھ بارون رشید کے محل پہنچا، وہ اپنی خواب گاہ میں تھا میں نے اس کو سلام کیا اس نے
سلام کا جواب دیا میں اس کے سامنے گر پڑا وہ کہنے لگا تو خوفزدہ معلوم ہوتا ہے میں نے حامی بھری
کچھ دیر کے لیے اس نے مجھے چھوڑ دیا یاں تک کہ میں حواس میں آ گیا۔

بعد از ہمت کہنے لگا کہ قیامت میں جا کر موسیٰ بن جعفر بن محمد کو رہا کرو۔ ان کو تیس ہزار درہم،

پانچ خلعتیں، تین سواریاں دو اور ان سے دریافت کرو کہ وہ ہمارے پاس رہنا چاہتے ہیں یا کسی اور اپنی پسند کے شہر جانا چاہتے ہیں۔

میں نے اس سے پوچھا اے مسلمانوں کے امیر! کیا تم موسیٰ بن جعفر کو چھوڑنے کا حکم دے سکتے ہو؟

کنے لگا ہاں! میں نے تین مرتبہ سوال دہرایا۔

کنے لگا: واٹے ہو تجھ پر کیا تو چاہتا ہے کہ میں اپنے عہد و پیمان کو توڑ دوں۔

میں نے پوچھا وہ کون سا عہد و پیمان ہے؟

کنے لگا کہ میں اس خواہگاہ میں لیٹا تھا کہ اچانک مجھ پر ایسے شے نے حملہ کر دیا جس سے بڑا اثر

میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ وہ میرے سینے پر سوار ہو گیا اور گلا پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا تو نے موسیٰ بن

جعفر کو ظلم و زبردستی سے قید کر رکھا ہے میں نے کہا میں انہیں ابھی چھوڑ رہا ہوں، ان کو رہ کر دے گا

اور خلعتیں دوں گا۔ اس نے مجھ سے اللہ عزوجل کا عہد لیا تب میرے سینے سے اُترا۔ قریب تھا

کہ میری جان نکل جائے۔

وہ شخص کہتا ہے کہ میں ہارون رشید کے پاس سے اٹھ کر موسیٰ بن جعفر کے پاس قید خانے

پہنچا، آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ سلام پھیر لیا تو میں نے آپ کو ہارون رشید کا سلام پہنچایا اور رہائی

کی خوشخبری دی اور باقی جو کچھ اس نے حکم دیا تھا وہ سب پیش کیا۔ آپ نے فرمایا اس کے علاوہ اگر

کچھ حکم تھا تو ملا ہو تو وہ بھی بیان کر۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ کے جبر رسول اللہ کے حق کی قسم!

مجھے صرف ان ہی چیزوں کا حکم ہوا ہے۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا: مجھے خلعتوں اور سواریوں اور مال کی ضرورت نہیں۔ اس میں

امت کے حقوق ہیں۔

میں نے عرض کیا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ ان چیزوں کو واپس نہ کریں ورنہ وہ

آگ بگولہ ہو جائے گا۔ آپ نے سن کر فرمایا تو جو چاہو تم عمل کرو۔

میں نے آپ کا دست مبارک تھاما اور قید خانے کے باہر لے آیا۔

پھر عرض کیا فرزند رسول! اس کرامت کی خبر دیجیے میں ہی آپ کے لیے یہ خوشخبری لایا ہوں اور

اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ میرے ہاتھوں انجام کو پہنچایا ہے اس لیے میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں۔
 آپ نے فرمایا میں نے بدھ کی رات رسول اللہ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے موسیٰ! تم
 قید میں ہو اور مظلوم ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ میں قید میں بھی ہوں اور مظلوم بھی ہوں۔
 آپ نے اس کا تین مرتبہ تکرار کیا اور فرمایا:

لعله فتنة لكم ومناخ الى حين

شاید یہ تمھارے لیے فتنہ ہے اور ایک مدت کے لیے مناخ ہے
 کل تم روزے کی حالت میں صبح کرنا، پھر جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھنا جب افطار کا وقت ہو
 تو بارہ رکعت نماز پڑھنا۔ ہر رکعت میں الحمد اور بارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھنا۔
 جب ان میں سے چار رکعتیں پڑھو تو سجدہ کرو اور سجدے کی حالت میں کہو:-

یا سابق الفوت یا سامع کی صوت یا مہی العظام وھی رمیم بعد الموت
 سُبْحَانَكَ الْعَظِيمِ الْعَظِيمِ اَعْظَمُ اَنْ تَصْلٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ
 وَعَلٰی اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِينَ وَ اَنْ تَعْجَلَ لِي الْفَرَجَ مَا اَنَا فِيْهِ

ترجمہ: اے فوت ہونے والے اور ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے سبقت کرنے والا
 اے برآواز کو سننے والا، اے بوسیدہ بڑیوں کو موت کے بعد زندہ کرنے والا، میں
 تیرے عظیم و اعظم نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ محمد اپنے بندے اور اپنے رسول
 اور ان کے پاکیزہ اہل بیت پر درود و صلوات بھیج اور میرے لیے اس چیز سے جس
 میں اس وقت ہوں جلد کشائش فرما۔

میں نے اس پر عمل کیا باقی جو کچھ خواہ تو نے خود دیکھا ہے

آپ کے چند اشعار

آئمہ طاہرین علیہم السلام سے جو کچھ بھی خطبوں، وصیتوں، خطوط یا اشعار کے طور پر آیا ہے۔ وہ سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے، اس کی اطاعت پر آمادہ کرنے، تعلیمات اسلامی کی اشاعت اور مکارم اخلاق اور بلند انسانی صفات پر راغب کرنے کے لیے ہے۔
یہ حضرات اُمت مسلمہ کی ہدایت اور تعلیم و تعلم کی جدوجہد اور سعی کرتے رہے۔ انہوں کی رشد و ہدایت میں زندگی بسر کی۔

آپ حضرات نے شعر و شاعری بھی اسی کے لیے وقت کی ہوئی تھی جبکہ عام طور سے لوگوں میں خرافات، عیش و معاشرت کے مضامین اشعار میں باندھے جاتے ہیں۔ آپ کے اشعار عقائد، اخلاق و نیکیوں کی طرف دعوت سے پُر ہیں۔

یہاں امام موسیٰ کاظمؑ کے کچھ اشعار پیش کیے جا رہے ہیں۔
۱۔ آپ بچہ تھے کہ جب آپ اپنے والد کی خدمت میں آئے۔ آپ کے ہاتھ میں تختی تھی۔
والد نے ان سے لکھنے کو کہا۔

تنج عن القبیح ولا تدرہ

فعل قبیح سے دور رہو اور اس کا ارادہ تک نہ کرو

اور فرمایا اس پر مصرعہ لگاؤ۔

آپ نے فرمایا: ومن اولیتہ حسنا فزده

جس سے نیکی کی سب اس میں اضافہ کرو

فرمایا:-

ستلقى من عدوك كل كيد
تجھے دشمن سے ہر قسم کا دھوکہ اور فریب ملے گا

آپ نے کہا:-

إذا كاد العدو فلا تكده
جب دشمن مکر و فریب کرے تو تو اس سے مکاری نہ کر

آپ نے فرمایا:-

یہ ایسی ذریت ہے جن میں سے بعض بعض سے ہیں۔^{۱۵}

بندوں کے افعال و کردار کے بارے میں آپ کے اشعار

لم تخل أفعالنا أنتى ندم بها
احمدی ثلاث حین نأتیہا
اما تفرد بآدینا بصنعتهما
فیسقط اللوم عنا حین نأتیہا
او کان یشرکنا فیہا فلیحقہ
ما کان یلحقنا من لا شر فیہا
اولم یکن الہی فی جنایتهما
ذنب فما الذنب الا ذنب جانہما^{۱۶}

۱۵ الجبار ۱۱/۲۶۳

۱۶ الجبار ۱۱/۲۶۵

ترجمہ :- ہمارے وہ افعال جن کی وجہ سے ہماری مذمت کی جاتی ہے وہ
 تین حالتیں ہیں جب ہم سے وہ افعال جاری ہوتے ہیں تو یا تو ہمارا
 خالق ہی ان افعال کا بھی ایسا شائق ہے۔ تو پھر ہماری مذمت نہیں
 ہونی چاہیے۔ جب ہم ان اعمال کو بجا نہیں گئے اور وہ ان میں ہمارے
 ساتھ شریک ہو گا تو پھر جو کچھ مذمت ان اعمال کے لیے ہماری ہوتی
 ہے وہ اس کی بھی برابر سے ہوگی یا پھر میرے مہر کا بندہ اس کے
 غلط کام میں کوئی حصہ نہیں۔ تو پھر سارا گناہ اس گناہ کا بندہ
 کا ہے۔

۳۔ صبر اور تسلی کے بارے میں آپ کے اشعار

كُنْ لِلْمَكَارِهِ بِالْعِزِّاءِ مَدَافِعًا
 فَلَعَلَّ يَوْمًا لَا تَرَى مَا تَكْرَهُ
 فَلَرُبَّمَا اسْتَتَرَ الْفَتَى فِتْنَانًا
 فِيهِ الْعِيُونَ وَأَنَّهُ لَمَعُوه
 وَلَرُبَّمَا خَرَّ ابْنُ الْأَدِيبِ لِسَانَهُ
 حَذَرَ الْجَوَابِ وَأَنَّهُ لَمَعُوه
 وَلَرُبَّمَا ابْتَسَمَ الْوَقُورُ مِنَ الْأَذَى
 وَضَمِيرٌ مِنْ عَرَفَاتِهِ يَتَأَوَّدُ
 ترجمہ :- مصائب کو صبر اور تسلی سے دور کرو۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لینے سے متعلق آپ کا شعر

انت ربی اذا ظمئت الى الماء

وقتوقی اذا اردت الطعاما

تو میرا پروردگار ہے جب میں پانی کا پیاسا ہوں

تو میرا رازق ہے جب میں کھانا چاہتا ہوں۔

۵۔ آپ کی سیرت میں ایک شعر

نواصل من لا يستحق وصالنا

مخافة ان نبقى بغیر صدیق

ہم اس سے ملے رجمی کرتے ہیں جو ملے رجمی کا مستحق نہیں

اس خوف سے کہ ہم دوست کے بغیر نہ رہ جائیں

امام موسیٰ کاظم علماء اور عظماء کی نظر میں

مسلمانوں کے سارے مکاتب فکر کا اہل بیت علیہم السلام کی افضلیت، بلندی مقام، ان کی منزلت اور تقدس اور ان کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت پر اجماع و اتفاق ہے۔ علماء نے ان کے فضائل لکھنے، ان کی شان میں رسول اللہ کی احادیث ذکر کرنے کی سیرت و اخلاق بیان کرنے اور ان کے ارشادات و تعلیمات پیش کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کی ہے۔ اس میں کوئی تعجب بھی نہیں جب کہ رسول اعظم نے ان کو حدیث ثقلین کے مطابق قرآن کریم کا قرن کہا ہے۔ آپ نے ان کی سفینہ نوح سے مثال دی ہے کہ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو چھپے رہ گیا وہ غرق ہوا اور تباہ ہوا۔ باب حط سے مثال دی ہے کہ جس میں جو داخل ہو گیا وہ امن میں رہا۔ ایسی اور بھی بہت سی احادیث آپ حضرات کی فضیلت میں موجود ہیں۔

اس باب میں ہم امام موسیٰ کاظم کے بارے میں بعض علمائے کرام کے کلمات پیش کرتے ہیں۔ امام صادقؑ نے فرمایا: اس میں حکم کا علم و فہم اور سخاوت ہے۔ ان امور کی معرفت ہے جن کے لوگ محتاج ہیں۔ وہ ایسے امور دین ہیں جن میں لوگ اختلاف کیا کرتے ہیں۔ اس میں حسن خلق ہے اور حسن جواز۔

وہ اللہ عزوجل کے ابواب میں سے ایک باب اور دروازہ ہے۔

۲۔ ہارون رشید نے کہا: یاد رکھو یہ بنی ہاشم کے عابدوں اور زاہدوں میں

سے ہیں اے ہارون نے اپنے بیٹے مامون سے (اس کے آپ کے بارے میں سوال کے جواب میں) کہا: یہ لوگوں کے امام ہیں۔ اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت میں اس کے بندوں میں سے اس کے خلیفہ ہیں۔ اور کہا کہ اے بیٹا، یہ انبیاء کے علم کے وارث، موسیٰ بن جعفر ہیں۔ اگر صحیح علم چاہتے ہو تو وہ ان کے پاس ہے۔

۳۔ مامون عباسی نے آپ کی تعریف میں کہا: وہ شب زندہ دار بزرگ ہیں جن کو عبادت گزاری نے نحیف کر دیا ہے۔ جیسے وہ پرانی مشک ہو گئے ہیں۔ سجدوں نے ان کے چہرے اور ناک کو زخمی کر دیا ہے۔

۴۔ عیسیٰ بن جعفر نے ہارون رشید کو لکھا تھا کہ موسیٰ بن جعفر کا معاملہ طویل ہو گیا ہے وہ کافی عرصے سے میری قید میں ہیں۔ میں نے ان کے حالات کی نگرانی کی، ان پر جاسوس مقرر کیے۔ اس طویل مدت میں میں نے دیکھا کہ وہ عبادت سے تھکتے نہیں۔ میں نے ایک آدمی مقرر کیا کہ وہ ان کی دعاؤں پر نظر رکھے۔ پتہ چلا کہ آپ نے کبھی تم کو یا مجھے بددعا نہیں دی۔ نہ ہی کبھی برا ذکر کیا۔ وہ اپنی مغفرت اور اللہ کی رحمت کے علاوہ کوئی دعا نہیں مانگتے۔

تم کسی کو بھیج دو جو آپ کو اپنی تحویل میں لے لے ورنہ میں ان کو رٹا کر دوں گا۔ میں ان کو قید میں رکھنا تکلیف دہ اور باعثِ ضرر سمجھتا ہوں۔

۵۔ ابو علی خیال (شیخ جنبل) کہتا ہے کہ مجھے جب کسی معاملے میں رنج و غم ہوا تو میں نے موسیٰ بن جعفر کی قبر کا ارادہ کیا اور ان سے متوسل ہوا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو جس طرح میں چاہتا تھا سہل و آسان کر دیا۔

۱۔ انوار البیہ ۹۲۔

۲۔ ایمان الشیعہ ۴ ق ۲/۱۵

۳۔ الناقب ۲/۲۰۲

۴۔ انوار البیہ ۹۳

۵۔ ایمان الشیعہ ۴ ق ۲/۱۱

۶۔ تاریخ بغداد ۱۲۰/۱

۶۔ شافعی کہتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر کی قبر مجرب تر یاق سے (یعنی مہابت برآتی
میں۔ مترجم) ہے۔

۷۔ ابو حاتم کہتا ہے کہ آپ ثقہ اور بہت سچے تھے۔ مسلمانوں کے آئمہ میں سے ایک
امام اور راہنما ہیں۔

۸۔ عبدالرحمن ابن جوزی کہتا ہے کہ آپ کو آپ کی عبادت، عبادت، رُتوں میں قیام کی وجہ
عبد صالح کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ آپ کریم اور صمیم تھے۔

جب آپ کو کسی کے بارے میں خبر ملتی کہ وہ آپ کو اذیت پہنچاتا ہے تو آپ اس کے
پاس مال بھیجتے۔

۹۔ خطیب بغدادی کہتا ہے کہ آپ سخی اور کریم تھے۔

جب آپ سنتے کہ کوئی شخص آپ کو اذیت پہنچاتا ہے تو آپ اس کو ہزار دینار کی تختلی بھیجتے۔
آپ دسویں، تین سو اور چار سو دینار کی تختلیاں تیار کرواتے اور ان کو مدینہ کے لوگوں میں تقسیم کرتے
موسیٰ بن جعفر کی تختلیاں ضرب المثل تھیں جب کسی انسان کے پاس آپ کی تختلی آتی تو
وہ غنی اور تو نگر ہو جاتا۔

۱۰۔ علی بن محمد بن احمد مالکی، ابن صباغ کہتا ہے کہ آپ کے مناقب، آپ کی واضح کرامات
آپ کے فضائل اور روشن صفات اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ شرافت اور خوبیوں اور اوج کی بلند یوں
پر فائز تھے۔ آپ کے سامنے سیادت کے کندھے جھکے ہوئے تھے۔ آپ کو مجدد و بزرگی کی نعمتوں میں
حاکم مقرر کیا گیا جن میں منتخب غنائم کو آپ نے اختیار کیا۔

۱۔ تحفۃ العالم ۲۲/۲

۲۔ تہذیب التہذیب ۲۳۰/۱۰

۳۔ صفۃ الصفوة ۱۰۳/۲

۴۔ تاریخ بغداد ۲۸/۱۳

۵۔ الفضل الممد ۲۱۶

۱۱۔ یوسف بن قزاعلی، سبط جوزی کا کہنا ہے کہ موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کا لقب کاظم، مامون، طیب اور سید ہے۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے اپنی عبادت و اجتہاد اور ساری ساری رات عبادت کے لیے قیام کرنے..... کی وجہ سے آپ کو لوگ عبد صالح کہہ کر پکارتے۔

موسیٰ بن جعفر جو ادا اور کریم تھے۔ آپ کو کاظم اس لیے کہا جاتا کہ جب آپ کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ اس کو مال بھیجتے..... ۱۵

۱۲۔ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی کہتا ہے کہ امام بڑی قدر و منزلت کے مالک، عظیم بزرگ نیکوں میں بہت جدوجہد کرنے والے، عبادت کے لیے مشہور، اطاعتوں پر برقرار، کرامتوں کیلئے معروف، ساری ساری رات سجدوں میں گزارنے والے اور نماز کے لیے قیام کرنے والے تھے۔ آپ دن صدقہ اور روزے میں گزارتے۔ بے مثال حلم اور بردباری کے مالک تھے۔ اپنے آپ پر زیادتی کرنیوالوں سے چشم پوشی فرماتے اسی بنا پر آپ کو کاظم کے لقب سے پکارا جاتا۔ جو برائی کرتا اس کو احسان اور نیکی سے بدلہ دیتے۔ زیادتی کرنے والے کے جواب میں اس کو معاف کر دیتے۔ عبادت کی کثرت کی وجہ سے عبد صالح کے لقب سے پکارے جاتے۔

عراق میں آپ "باب الحوائج الی اللہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ کیونکہ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف متوسل ہونے والوں کے مطالب برآتے ہیں۔

آپ کی کرامات عقل کو حیران کر دیتی ہیں اور ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کا ایسا مقام ہے جس میں کمی بیشی کا سوال نہیں ہے۔

۱۳۔ احمد بن یوسف دمشقی کرمانی کہتا ہے کہ موسیٰؑ وہ امام ہیں جو بڑی قدر و منزلت والے ہیں۔ منفرد شخصیت کے مالک اور محبت خدا میں۔ اپنی رات بیدار رہ کر قیام میں گزارنے والے اور پسندان روزے میں کاٹنے والے ہیں۔ بہت زیادہ حلیم و بردبار ہیں۔ زیادتی کرنے والوں سے چشم پوشی

۲۰۔ عبداللہ بن اسد یا معنی کہتا ہے کہ آپ صالح، مابد، جواد، حلیم الطبع اور بڑی قدر و منزلت والے تھے۔ آپ بارہ اماموں میں سے ایک تھے جو امامیہ کے اعتقاد کے مطابق معصوم ہیں۔

عبادات اور اجتہاد کی بناء پر آپ کو عبد صالح کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

آپ سخی اور کریم تھے آپ کو پتہ چلتا کہ کوئی شخص آپ کو اذیت دیتا ہے تو اس کو ایک ہزار دینار کی بھیلی بھیجتے رہے۔

۲۱۔ محمد امین سویدی کہتا ہے کہ امام بہت بڑی قدر و منزلت والے، کثیر الخیر انسان تھے ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے۔ دن کو روزے رکھتے، اپنی آپ سے زیادتی کرنے والوں پر چشم پوشی کرتے۔ اسی لیے آپ کا لقب کاظم پڑ گیا۔ آپ کی واضح کرامات ہیں۔ آپ کے مناقب ایسے ہیں کہ یہاں ان کا ذکر سمانہیں سکتا رہے۔

۲۲۔ محمود بن وہیب قراغولی بغدادی صنفی کہتا ہے کہ آپ موسیٰ بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ آپ کے چار القاب ہیں۔ کاظم، صابر، صالح اور امین جن میں زیادہ مشہور لقب کاظم ہے۔

آپ درمیانہ قد اور گندم گوں رنگ کے تھے۔ آپ اپنے والد کے علم و معرفت، کمال فضل کے وارث تھے رضی اللہ عنہما۔ غیظ و غصے کو پی جانے والے، بہت زیادہ چشم پوشی کرنے اور حلم و بردباری کی وجہ سے آپ کا نام ”کاظم“ پڑ گیا۔

اہل عراق میں آپ ”باب قضاء الخوائج عند اللہ“ کے لقب سے مشہور ہیں۔ اپنے زمانے میں سب لوگوں سے زیادہ عابد، عالم اور سخی تھے رہے۔

۲۳۔ علی جلال حسینی کہتا ہے کہ آپ فقہ، دین، عبادات، حلم اور صبر کے اتنے جامع تھے

کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔

۲۴۔ محمد امین غالب الطویل کہتا ہے کہ علوی ایک عظیم القدر شخص یعنی امام موسیٰ کاظمؑ کی اقتدار کرتے تھے۔ آپ تقویٰ اور کثرتِ عبادت کے لیے مشہور تھے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں نے آپ کو عبد صالح پکارنا شروع کر دیا، کبھی جبل صالح بھی کہتے۔ یہ شبیہ ان سے ہوتی جن کا قرآن میں موسیٰ بن عمران کے سامعی کے طور پر ذکر ہے۔

امام کاظمؑ کریم اور سخی تھے۔

۲۵۔ یوسف اسماعیل نجفانی کہتا ہے کہ موسیٰ کاظمؑ اکابر آئمہ، ہمارے سادات اہل بیت کرام اور ہادیانِ اسلام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ایک تھے۔

خداوند عالم ہم کو ان اہل بیت کی برکات سے مستفید فرمائے۔ اور ان کی محبت اور ان کے جہادِ عظیم کی محبت پر ہم کو موت دے۔

۲۶۔ ڈاکٹر زکی مبارک کہتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر سادات بنی ہاشم میں سے سید و سردار تھے علم اور دین میں سب سے آگے تھے۔

۲۷۔ ڈاکٹر عبد الجبار جو مرد کہتا ہے :-

امام کاظمؑ ہی موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔ زہد و تقویٰ اور اخلاق کی عمدگی اور نرمی سے آپ کی زندگی بھری پڑی ہے۔ آپ کو کاظمؑ کا لقب اس لیے ملا کہ آپ ہر اس شخص سے حسن سلوک کرتے جو آپ کے ساتھ برا سلوک کرتا۔

۱۔ الحسین ۲/۲۰۷

۲۔ تاریخ العلویین ۱۸۵

۳۔ جامع کرامات الاولیاء ۲/۲۶۹

۴۔ حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفر ۱/۱۱۰، شرح طبرانی ادب ۱/۱۲۲

۵۔ مرقع الرشید ۱/۱۸۸

۲۸۔ ڈاکٹر محمد یوسف کہتا ہے کہ ہم یہ وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخصیں سنہ ۱۹۰۰ء میں کتاب لکھی وہ امام موسیٰ کاظمؑ ہیں۔ آپ کی وفات ۲۶۰ھ کے قریب ہونے میں شک نہیں ہوئی تھی۔ آپ سے "حلال و حرام" کے عنوان سے بنی مسائل کو آپ سے دریافت کیا گیا ہے۔ جوابات سے جو آپ نے تحریر فرمانے سے پہلے



تتمہ

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں یہ صفات جلدی میں یکجا ہوئے۔ آپ کے کچھ اقوال اور روایات درج کی گئیں۔ اور کتاب علماء اور علماء کے تاثرات اور آپ کے فضائل اور مناقب سے متعلق اقتباسات پر ختم کی گئی۔

اس کتاب کا مقصد میرے ذہن میں یہ ہے کہ امام کی راہ پر ہم بھی کچھ قدم چلیں اور اسی جہت اور سمت کو اپنائیں جو امام کی جہت تھی۔ ان کی سیرت سے اپنی عملی زندگی کے لیے راستہ متعین کریں آپ کے اقوال اور وصیتوں کو اپنے لیے دلیل اور رہبر بنائیں کہ ہماری زندگی سنور جائے۔ یہی اقوال ہمارے عمل کے خطوط اور نقوش بنیں۔ ان کے ذریعے ترقی کے زینے پر ہم بلند ہو سکیں۔

اگر ایسا نہ ہو تو ہمارا اور قارئین کے وقت کا صحیح مصروف نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے مدد اور اعانت طلب کی جا سکتی ہے۔

وَقُلْ أَعْمَلُوا فِی سِرِّ اللَّهِ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ

ثُمَّ تَرْدُونَ إِلَىٰ عَالَمِ الْغِیْبِ وَالشَّهَادَةِ فِیَنْبِئُكُمْ بِمَا

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

کہہ دو کہ عمل کرو، یقیناً تمہارے عمل کو اللہ، اس کا رسول اور

مخصوص مومنین دیکھتے ہیں۔ پھر تم کو عالم غیب و شہادت کی طرف

پٹا دیا جائے گا تم کو وہ اس کی خبر دے گا جو تم عمل کرتے تھے۔

قرآن فہمی اور اسلام شناسی کیلئے عصر حاضر کی شہرہ آفاق



ترتیب آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی ترجمہ مولانا سید صفدر حسین نجفی
پچودھویں جلد محبوب چمکی ہے ————— فی جلد ۷۵ روپے

علوم قرآن کی بہتر سے بہتر پیش کش کیلئے ہم آپ کی آراء
اور مثبت تنقید کے لیے چشم براہ رہتے ہیں۔ مکتب اہل بیت کی تفہیم و اشاعت
کے لیے دست تعاون بڑھاتے۔
ناشر

۱۰۔ گنگا رام بڈنگ ر
مصباح القرآن ٹرسٹ شاہراہ قائد اعظم لاہور

ملنے کا پتہ

قرآن سینٹر ۲۴ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

قرآنی موضوعات پر بیمثال کتب کی بہترین

مِصْبَاحُ الْقُرْآنِ لابریری

کافیام عمل سے میں آج چکا ہے

جس کے لیے آپ کی ادبی، مذہبی اور تحقیقی آراء کی اشد
ضرورت ہے۔ اگر آپ کے پاس قرآنی موضوع پر کوئی نایاب کتاب ہو
تو عنایت فرمائیں تاکہ اس سے محققین استفادہ فرما سکیں۔

مِصْبَاحُ الْقُرْآنِ لَابَرِی

۱۔ گنگارام بلڈنگ سارخ قائد اعظم لاہور فون: ۳۲۰۵۷۱



maablib.org